ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

جولائی 2026ء جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 7

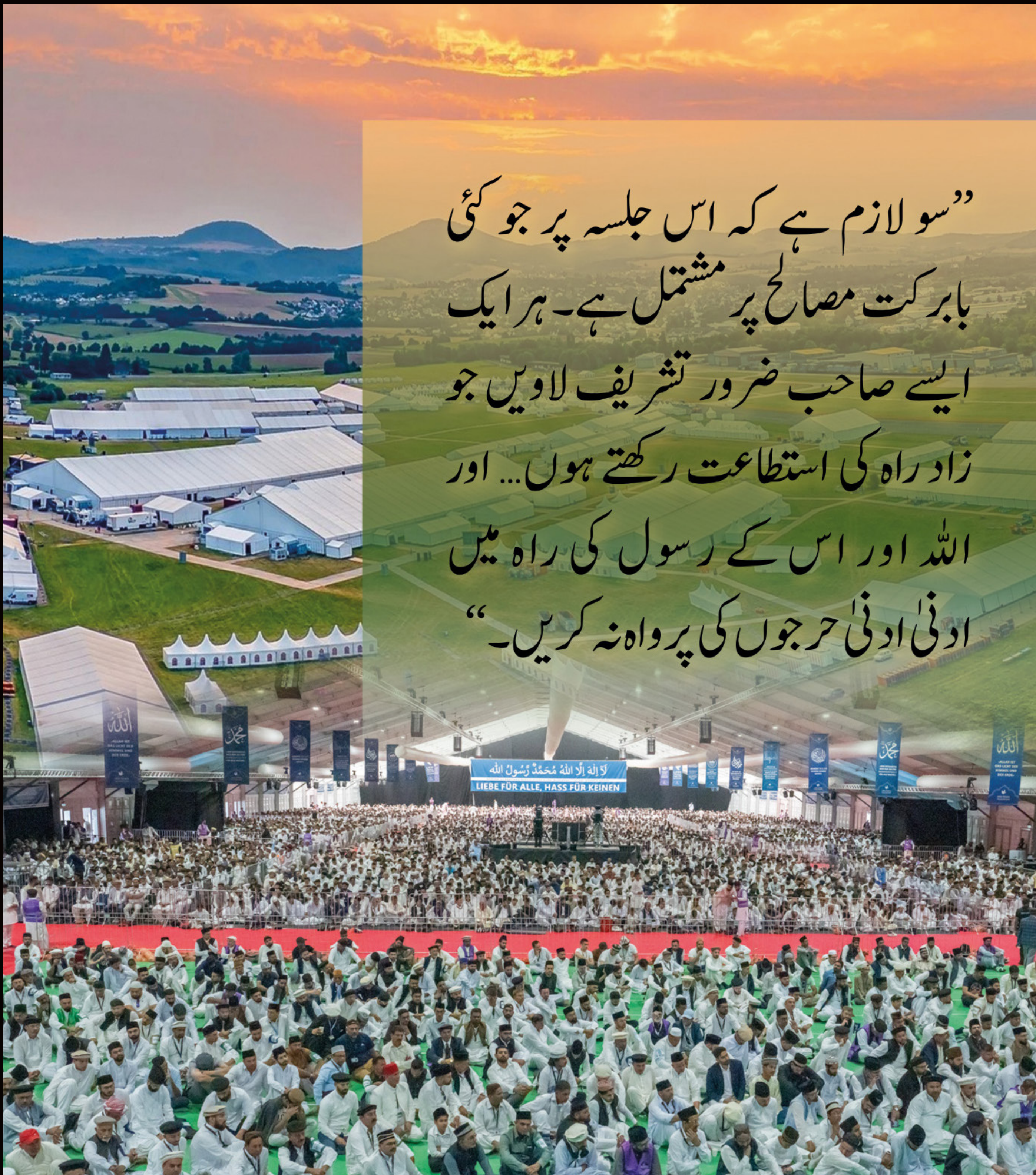

”سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے۔ ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں... اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔“

- سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حقائق و معارف سے بھرپور، ایمان افروز خطابات
- نمازِ تہجد اور پنجگانہ نمازوں کا باجماعت اہتمام
- درس القرآن الکریم اور درس الحدیث از علمائے سلسلہ
- عالمی بیعت کی ایمان افروز تقریب
- دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور مؤمنانہ محبّت و اخوّت کا پاکیزہ ماحول
- دینی و علمی موضوعات پر علمائے سلسلہ کی اہم تقاریر

عناوین	مقررین	
الٰہی کتب میں خدا کا تصور اور اسلام کے ساتھ اس کا تقابل	مکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان صاحب	صدر قضاء بورڈ برطانیہ
قرآن کریم جواہرات کی تھیلی	مکرم نصیر احمد قمر صاحب	ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت سے محبّت	مکرم رفیق احمد حیات صاحب	امیر جماعت احمدیہ برطانیہ
امام الزمان اور محبّت الٰہی	مکرم عطاء المومن زاہد صاحب	استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ
شرائط بیعت کے ادراک اور ان پر ثبات قدم میں ہی خلیفۂ وقت سے محبّت اور ان کی اطاعت کا دارومدار ہے	مکرم سہیل مبارک احمد شرما صاحب	مشنری انچارج کینیڈا
عالمی امن کا قیام انصاف کے قیام کے بغیر ممکن نہیں	مکرم مروان سرور گل صاحب	صدر و مشنری انچارج ارجنٹائن
خدا کی تلاش میں عاجزی ایک بنیادی شرط	مکرم ایاز محمود خان صاحب	مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت تصنیف یوکے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے مواقع

یورپ و امریکہ میں موسم گرما شروع ہوتا ہے اور سکولوں میں تعطیلات بھی ہونے لگتی ہیں، چنانچہ لوگوں نے پہلے سے ہی چھٹیاں منانے کے پروگرام بنا رکھے ہوتے ہیں اور اپنی اپنی دلچسپی کی جگہوں کی طرف سیر و سیاحت کی غرض سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسے میں احمدیوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے ایک کے بعد دوسرا موقع میسر فرما دیا ہے کہ جہاں احبابِ جماعت کی نہ صرف جسمانی سیری کا انتظام ہوتا ہے بلکہ روحانی و اخلاقی ترقی کے سامان ہوتے ہیں۔ یوں تو اکثر احمدی نیا سال شروع ہوتے ہی سب سے پہلے مختلف جلسوں کی تاریخیں معلوم کرتے ہیں تا کہ ان کے لیے چھٹیوں کا بندوبست کر سکیں تاہم ماہِ جون کے آخری ایام اور ماہِ جولائی کے شروع ہوتے ہی ایک طرف سفر انگلستان کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں تو دوسری طرف جلسہ جرمنی کے لیے انتظامات ہونے لگتے ہیں اور ساتھ کے ساتھ قرب وجوار کے ممالک ہالینڈ، فرانس، بیلجیئم، سویٹزرلینڈ یا آسٹریا کے جلسوں میں شرکت کر کے برکاتِ جلسہ سے مستفیض ہونے کی خواہش دلوں میں مچلنے لگتی ہے۔ اس طرح سے ایک احمدی کی سیر و تفریح کا سامان بھی ہو جاتا ہے اور روحانی و اخلاقی اور علمی و عملی ترقی اور عبادات کے معیار بلند کرنے کے مواقع بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہی مقصد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ کے اجراء کے موقع پر بیان فرمایا تھا:

''قرینِ مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کیلئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے''۔ (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375، 376)

اللہ کرے کہ ہم سب افراد جماعت جن دنوں کے لیے سارا سال دن گنتے ہیں، ان سے اپنے آقا کی توقعات کے عین مطابق بھرپور انداز میں استفادہ کرنے والے ہوں، آمین۔

لا إله إلا الله محمد رسول الله
ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

محرم/صفر 1448 ہجری قمری | جولائی 2026ء | جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 7 | وفا 1405 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ
06	منظوم کلام: احباب سارے آئے، تو نے یہ دن دکھائے
07	خطبہ جمعہ: ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے
13	صحبتِ صالحین کی اہمیت
16	اسلام کا پیش کردہ نظام بہترین نظام ہے
17	صحبتِ صالحین کا مرکز قادیان دارالامان
22	محرم، اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ
23	مبارک بستی کی مبارک راہیں
25	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا
29	سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
33	سالانہ تقریب تقسیم انعامات 2026ء جامعہ احمدیہ جرمنی
36	حقائق الاشیاء
37	سالانہ تقریب تقسیم انعامات شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی
39	آدھی صدی کا سفر
43	آگے بڑھتے رہو دم بدم دوستو
45	یادِ رفتگاں: اک دیوانہ اور چل بسا
47	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین
محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

42

44

04

17

25

38

33

13

45

قال اللہ جل جلالہ

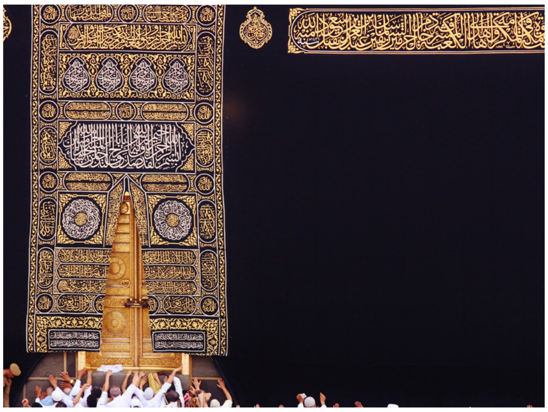

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ

(الشعراء 84)

اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کر۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ أَبِیۡ خَلَّادٍ وَ کَانَتۡ لَهُ صُحۡبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ:
إِذَا رَأَيۡتُمُ الرَّجُلَ قَدۡ أُعۡطِیَ زُهۡدًا فِی الدُّنۡیَا وَ قِلَّةَ مَنۡطِقٍ فَاقۡتَرِبُوۡا مِنۡهُ فَإِنَّهُ يُلَقَّی الۡحِکۡمَةَ

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد)

حضرت ابو خلادؓ جو صحابہ میں سے ہیں سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:
''جب تم کسی شخص کو دنیا سے بے رغبت دیکھو اور کم گفتار پاؤ تو اس کے پاس بیٹھو، کیونکہ اس پر حکمت کا نزول ہوتا ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

انبیاء علیہم السلام تھوڑے ہوتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آیا کرتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو رسم اور عادت سے نجات دینے اور سچا اخلاص اور ایمان حاصل کرنے کی یہ راہ بتائی ہے کہ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ یہ سچی بات ہے اس کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے کہ جس نے نبی کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کر دیا۔ رسم اور عادت کی غلامی سے انسان اس وقت نکل سکتا ہے جب وہ عرصہ دراز تک صادقوں کی صحبت اختیار کرے اور ان کے نقشِ قدم پر چلے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 315)

کُونُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

تزکیہ اخلاق اور نفس کا نہیں ہو سکتا جب تک کہ کسی مزکی نفس انسان کی صحبت میں نہ رہے۔ اوّل دروازہ جو کھلتا ہے وہ گندگی دور ہونے سے کھلتا ہے۔ جن پلید چیزوں کو مناسبت ہوتی ہے وہ اندر رہتی ہیں۔ لیکن جب کوئی تریاقی صحبت مل جاتی ہے تو اندرونی پلیدی رفتہ رفتہ دور ہونی شروع ہوتی ہے کیونکہ پاکیزہ روح کے ساتھ جس کو قرآن کریم اور اسلام کی اصطلاح میں روح القدس کہتے ہیں اس کے ساتھ تعلق نہیں ہو سکتا جب تک کہ مناسبت نہ ہو۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تعلق کب تک پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں! خاک شو پیش ازانکہ خاک شوی پر عمل ہونا چاہیے۔ اپنے آپ کو اس راہ میں خاک کر دے اور پورے صبر اور استقلال کے ساتھ اس راہ میں چلے۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس کو وہ نور اور روشنی عطا کرے گا جس کا وہ جو یا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 109)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

بعض انسان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ملنے سے خدا سے نفرت پیدا ہو کر دنیا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور بعض شخصوں کو دیکھ کر دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کا خیال آ جاتا ہے۔ یہ ایک دُنیا کے عجائبات میں سے ہے۔ یہ دونوں حالتیں قریباً ہر انسان پر وارد ہوتی ہیں۔ ... جہاں غفلت کی صحبت ہو۔ اس میں مت بیٹھو۔ ایک بزرگ نے مجھے کہا کہ تم کو کئی دن سے نہیں دیکھا۔ مَیں نے کہا ہاں سُستی ہو گئی۔ فرمایا تم نے قصاب کی دوکان نہیں دیکھی؟ آپ کا مطلب یہ تھا کہ دیکھو قصاب جب دو چُھریاں آپس میں رگڑتا ہے تو تیز ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح صحبتِ صادقین کا فائدہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 29 جولائی 1909ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

یہ ثابت شدہ بات ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے گردو پیش کے حالات سے متأثر ہوتا ہے۔ پس جو شخص اپنی صحبت کے لئے نیک لوگوں کو اور اخلاق والے لوگوں کو چنے گا وہ بہت جلد اپنے اندر ایک عجیب تبدیلی دیکھے گا جو اسے کھینچ کر نیکی کی طرف لے جائے گی اور بدخیالات کے ترک کر دینے میں اس کو مدد دے گی۔ اسلام نے اس پر ایسا زور دیا ہے کہ ہمیشہ سے مسلمان اپنے وطن اور مال کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کی صحبت میں جا کر رہتے ہیں جو ان کی طبائع پر نیک اثر ڈال سکیں اور ان کی مقناطیسی تاثیر کی مدد سے اپنے لمبے سفر کو طے کر لیتے ہیں اور اپنے شاہد مقصود کو پا لیتے ہیں۔ (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 258)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ایک تو اللہ کی پناہ میں آ جاؤ اور دوسرے لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ جو گمراہ ہیں ان کی صحبتوں سے پرہیز کرو اور اس کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ کی راہ میں صدق و صفا دکھانے والے ہیں ان کی صحبت میں رہ کر ان جیسا بننے کی کوشش کرو تم بھی صادق بن جاؤ۔ وفا کا تعلق، صدق کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کرو اور چونکہ وہ ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے تمہیں ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ تمہارے لئے رحمت مقدر ہو جائے گی۔ تو جہاں اس شخص کو چھوڑنا ضروری ہے جو غلاظت کی راہوں کو اختیار کرتا ہے وہاں اس سے تعلق اخوت اور تعلق محبّت استوار کرنا بھی ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق و صفا کا نمونہ دکھاتا ہے۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 281)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

نیک کی صحبت اپنے اندر ایک غلبہ رکھتی ہے، ایک طاقت رکھتی ہے۔ نیکی میں جو غلبہ کی طاقت ہے اگر تم نیک نیتی سے اس نیک کے پاس بیٹھو گے تو خواہ تمہارا باقی سارا وجود نیکی سے بے تعلق ہی کیوں نہ ہو یقین رکھو کہ اگر پیار اور محبت کے نتیجہ میں کسی نیک کے پاس بیٹھے رہو گے تو اس کا خمیر تمہارے سارے وجود پر غالب آ جائے گا۔ ... اس کے اور بھی بہت سے رستے تھے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے میں نے بیان کئے مگر ایک یہ رستہ مجھے بہت ہی پیارا لگا ہے۔ اتنا آسان کہ اس میں کوئی بھی زور نہیں لگتا کوئی مصیبت پیش نہیں آتی محنت کے ساتھ قدم نہیں اٹھانے پڑتے خمیر از خود لگتا چلا جاتا ہے اور اگر آپ کسی نیک کی صحبت اس کی نیکی کی وجہ سے اختیار کریں گے تو آپ حیران ہوں گے کہ آپ کے اندر تبدیلی ہو رہی ہے، ہوتی چلی جا رہی ہے۔ پتا بھی نہیں لگ رہا کہ کیسے ہوئی مگر بغیر مشقت، بغیر محنت کے اگر کوئی انسان نیک ہونا چاہتا ہے تو اس نکتہ کو پکڑ لے۔

(خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ایسی مجلسوں سے ہمیشہ بچنا چاہئے جو دین سے دور لے جانے والی ہوں، جو صرف کھیل کود میں مبتلا کرنے والی ہوں۔ ایسی مجلسیں جو اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والی مجلسیں ہیں وہ یہی نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور لے جاتی ہیں بلکہ بعض دفعہ مکمل طور پر بعض دفعہ کیا یقینی طور پر انسان کی ہلاکت کا سامان پیدا کر دیتی ہیں۔ اس لئے ہمیشہ ایسی مجالس کی تلاش رہنی چاہئے جہاں سے امن وسکون اور سلامتی ملتی ہو۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 489)

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے　　تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے

یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

مہماں جو کر کے اُلفت آئے بصد محبت　　دِل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت

پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

اے دوستو پیارو! عقبیٰ کو مت بِسارو　　کچھ زادِ راہ لے لو، کچھ کام میں گذارو

دُنیا ہے جائے فانی دِل سے اِسے اُتارو　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

جی مت لگاؤ اس سے دِل کو چھڑاؤ اِس سے　　رغبت ہٹاؤ اِس سے بس دُور جاؤ اِس سے

یارو! یہ اژدہا ہے جاں کو بچاؤ اس سے　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

ہے چشمۂ ہدایت جس کو ہو یہ عنایت　　یہ ہیں خدا کی باتیں اِن سے ملے ولایت

یہ نور دِل کو بخشے دِل میں کرے سرایت　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

قرآں کو یاد رکھنا پاک اِعتقاد رکھنا　　فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا

اکسیر ہے پیارے صِدق و سداد رکھنا　　یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

(ماخوذ از ''محمود کی آمین'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 22 ستمبر 2017ء کا متعلقہ متن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں مجلسوں کی بہت سی قسمیں ہیں یا مختلف مجالس کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔ بعض مجالس مشوروں کے لئے ہوتی ہیں جن میں دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے مشورے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ حکومت چلانے کے لئے مشورے ہوں یا سیاستدانوں کی مجلسوں کے مشورے ہوں یا کاروبار کرنے والوں کی مجلسیں ہوں۔ یا پھر کھیل کود اور تفریح کی باتیں ہوں اس کے لئے تفریحی مجلسیں ہوتی ہیں۔ ان کے لئے کمیٹیاں بنتی ہیں۔ تفریح کے پروگراموں کو بنانے کے لئے بھی لوگ مل کر بیٹھتے ہیں، سوچتے ہیں۔ یا پھر نام نہاد علمی مجالس کے لئے بعض مجلسیں ہوتی ہیں۔ غرض کہ یہ سب قسم کی مجالس اور کمیٹیاں اور مل کر بیٹھنا دنیاوی کاموں کے لئے ہوتا ہے اور خدا کے لئے یا خداتعالیٰ کی رضا کے لئے یا خداتعالیٰ کا قرب پانے کے لئے مجالس نہیں ہوتیں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے لئے بھی کوئی مجلس لگتی ہے، کوئی باتیں سوچی جاتی ہیں تو وہ بھی دنیاوی اغراض کے لئے ہیں۔ خداتعالیٰ کی خوشنودی اس میں بھی مقصود نہیں ہوتی۔ لیکن بعض ایسی مجالس بھی ہوتی ہیں جو دینی اغراض کے لئے ہوں، جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے ہوں، انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کے منصوبے سوچنے سے متعلق ہوں یا روحانیت میں ترقی کرنے کے ذرائع تلاش کرنے کے لئے ہوں۔ یا ان مجالس میں شامل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس میں شامل ہوں۔ غرض کہ ان مجالس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ہمارا جو کام بھی ہو، ہم جو بھی منصوبہ بندی کریں، مجلس کے جو بھی پروگرام ہوں ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو۔ ان میں لغویات سے پرہیز ہو۔ یہ ایسی مجالس ہیں جو خداتعالیٰ کو پسند ہیں اور ایسی مجالس کے نتائج اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں اور

ایسی مجالس میں شامل ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی نوازتا ہے۔

پس ایک مومن کا کام ہے چاہے اس کے گھر کی مجلس ہے، بیوی بچوں کے ساتھ ہے یا گھر سے باہر کی مجالس ہیں، ان میں اس کی یہ کوشش رہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو کس طرح حاصل کرنا ہے اور اپنی روحانیت کو کس طرح سنبھالنا اور بہتر کرنا ہے۔ اپنی اور مومنوں کی حالت کو کس طرح بہتر کرنا ہے۔ ایک مومن کی بظاہر دنیاوی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔ دنیاوی کاموں کو کرتے ہوئے بھی لغویات سے وہ پرہیز کرنے والا ہوتا

ایک مومن کی بظاہر دنیاوی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی

ہے۔ دل اگر دنیاوی کاموں میں مصروف ہے تو اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر اسے نہیں بھولتا۔ مومن کی دنیاوی کاموں کی مجالس میں بھی دھوکہ اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے لئے باتیں نہیں ہوتیں چاہے وہ دنیاوی کام کر رہا ہے۔ جیسا کہ آج کل کی سیاسی اور دنیاداروں کی مجالس میں باتیں ہوتی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت مدّنظر رکھا جاتا ہے اور یہی ایک مومن سے توقع رکھی جاتی ہے کہ ان باتوں کو وہ ہر وقت مدّنظر رکھے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو مجالس کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ مومنوں کی مجالس سرکشی اور

ہمیں اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہیے

بغاوت سے پاک، گناہوں سے پاک، رسول کی نافرمانی سے بچنے والی اور تقویٰ پر چلنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن افسوس کہ آج کل مسلمانوں کی اکثر مجالس اس کے بالکل خلاف ہیں اور مسلمان مسلمان کو تباہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (المجادلۃ: 10) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم باہم خفیہ مشورے کرو تو گناہ سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر مبنی مشورے نہ کیا کرو۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورے کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول گئے ہیں۔ آپس کی پھوٹ نے انتہا کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو مومن کی یہ نشانی بتائی کہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:30) کہ آپس میں محبّت اور الفت کرنے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ہمیں وہ حال نظر آتا ہے جو کافروں والا نظارہ اللہ تعالیٰ نے کھینچا ہے جن کے بارے میں فرمایا کہ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى (الحشر:15) کہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ مشورے ہیں آپس میں بھی اور غیروں کے ساتھ خفیہ معاہدوں کی صورت میں بھی تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے اور تقویٰ سے دُور۔ اللہ تعالیٰ کا خوف بالکل نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ وہاں حکومتیں اور بادشاہتیں اور دولتیں اور مغربی طاقتوں کی آشیر باد کام نہیں آئے گی۔ کوئی بڑی طاقت وہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کی نافرمانیوں اور تقویٰ سے دُور ہٹنے کی سزا سے نہیں بچا سکے گی۔ اصل میں تو مسلمان کہلا کر پھر دنیا کو اپنا مقصود بنانے والوں اور اس کے پیچھے دوڑنے والوں کی جو حالت ہے یہ اس بات کا عملی اظہار ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ختم ہو گیا ہے ورنہ اگر ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور یقین ہوتا تو نہ مسلمان سیاستدانوں اور لیڈروں کی یہ حالت ہوتی جو آج ہے اور نہ ہی نام نہاد علماء کی یہ حالت ہوتی جو آج ہمیں نظر آتی ہے۔ بہرحال اس زمانے میں ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ایسی تمام تر سوچوں سے جہاں اپنے آپ کو پاک کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو اپنے اندر بڑھائیں وہاں جن کی ان غیر احمدی مسلمانوں تک پہنچ ہے اور تعلقات ہیں وہ جس حد تک اپنے دائرے میں، اپنے حلقے میں مسلمانوں کو سمجھا سکیں سمجھائیں کہ تمہاری یہ حالت نہ صرف تمہیں غیروں کی مکمل غلامی میں لے آئے گی بلکہ تم خدا تعالیٰ کی سزا کے بھی مورد بنو گے۔ جس دنیا کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو وہ بھی تمہارے ہاتھ سے جائے گی اور دین کو تم پہلے ہی چھوڑ بیٹھے ہو۔ پس اب وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ دلوں میں پیدا کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

دنیاوی مشوروں کی مجالس میں ایک مجلس یو این او (UNO) کی بھی ہے۔ ابھی گزشتہ دنوں ہی اس کا ایک اجلاس ہوا۔ امریکہ کے صدر کی تقریر تھی۔ اس پر یہاں کے جو مغربی مضمون نگار ہیں، تجزیہ نگار ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے کہ اس تقریر سے بجائے امن کے فساد اور فتنہ پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ بلکہ یہ بھی انہوں نے کھل کے لکھ دیا کہ شاید اس تقریر سے سعودی عرب اور چند مسلمان ملک خوش ہوئے ہوں گے ورنہ یہ انتہائی مایوس کن اور جنگ اور فتنہ کی آگ بھڑکانے والی تقریر ہے۔

پس مسلمان حکومتوں کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو دیکھنا چاہئے اور ہر قسم کے فتنہ و فساد سے بچنا چاہئے۔ بہرحال یہ تو عام مسلمان دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بات کی ہے۔ لیکن ہمیں اپنی حالتوں کا بھی جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کو کبھی برداشت نہیں ہو گا کہ وہ جماعت کو ترقی کرتا ہوا دیکھ سکے۔ شیطان نے اپنی فطرت کے مطابق ہمارے اندر بھی بے چینی پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے رہنا ہے۔ پس وہ لوگ جو بعض دفعہ اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں اور اپنے مقامی حلقے یا شہر کے نظامِ جماعت یا ملک کے نظامِ جماعت کے متعلق باتیں کرتے ہیں وہ لوگ اصل میں بعض دفعہ بلکہ حقیقت میں شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں۔ شیطان کا کام کیونکہ ہمدرد بن کر وار کرنا ہے اس لئے ایسی مجلسوں میں ایسے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو حقیقت میں جماعتی نظام کے خلاف نہیں ہوتے بلکہ جماعت کے درد کو محسوس کرنے کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں

کہ یہ فتنہ پیدا کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے۔ وہ اُسے فتنہ پیدا کرنے والا تو نہیں سمجھتے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ اظہارِ خیال کرنے والا اور ہمدردی کے رنگ میں بات کرنے والا صحیح کہہ رہا ہے اور اصلاح کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اگر اصلاح کی ضرورت ہے تو ملکی بالا نظام تک اور خلیفۂ وقت تک بات پہنچائی جانی چاہئے اور اس کے بعد پھر اِدھر اُدھر مجلسیں لگا کر باتیں کرنا اور ایسے انداز میں باتیں کرنا جیسے بڑے راز کی باتیں کی جارہی ہیں، بڑی اہم باتیں کی جارہی ہیں اور جماعت کا بڑا درد رکھتے ہوئے باتیں کی جارہی ہیں۔ یہ بالکل غلط طریقہ کار ہے اور یہ گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دُوری کی علامتیں ہیں۔ پس ایسی مجلسوں سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی ہوشیار کیا ہے کہ تم ان سے بچو۔

اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ سے بچائے

کسی عہدیدار کے خلاف شکایت ہے یا امیر کے خلاف شکایت ہے تو مرکز کو شکایت کریں۔ خلیفۂ وقت تک پہنچا دیں۔ اس کے بعد پھر افرادِ جماعت کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اب یہ خلیفۂ وقت کا کام ہے کہ کس معاملے کو کس طرح دیکھنا ہے اور کس طرح حل کرنا ہے۔ ہاں دعا ہر ایک کو ضرور کرتے رہنا چاہئے۔ ہر احمدی کو درد کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی برائی کو جماعت میں سے نکالے اور جماعت کو تقویٰ پر چلنے والے اور کام کرنے والے ہمیشہ ملتے رہیں۔ پس اس اہم بات کو ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے۔ جوں جوں جماعت کو اللہ تعالیٰ ترقی دیتا جائے گا اور دے رہا ہے شیطان نے بھی اپنا کام کرنا ہے۔ شیطان نے تو پہلے دن سے ہی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس بات کا اظہار کر دیا تھا اور اجازت لے لی تھی کہ وہ انسانوں کو، مومنوں کو بہکانے کا کام کرے گا۔ مخالفینِ احمدیت جہاں کھل کر جماعت کی مخالفت کے منصوبے بناتے ہیں اور بنائیں گے وہاں ہمدردی کے نام پر وہ سادہ لوگوں کو اور کمزور ایمان والوں کو بھی فتنہ پیدا کرنے کے لئے اپنا آلۂ کار بناتے ہیں اور بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس سلسلہ میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہمیشہ ہر اندرونی اور بیرونی فتنہ سے بچائے اور ہمیشہ نیکی اور تقویٰ کی مجلس میں بیٹھنے اور اس کا حصہ بننے کی توفیق دے نہ کہ گناہ، سرکشی، رسول کی نافرمانی اور تقویٰ سے دور کرنے والی مجالس کی۔

مجلس کی مختلف قسموں اور حالتوں کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات بھی ہیں اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی بعض ارشادات ہیں وہ بھی اِس وقت پیش کرتا ہوں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ ایک مومن کی مجلس کیسی ہونی چاہئے اور اگر اس معیار کی مجلس نہ ہو جو ایک مومن کی شایانِ شان ہے تو پھر اس پر کیا ردّعمل دکھانا چاہئے؟ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ہمارا مذہب تو یہ ہے اور یہی مومن کا طریق ہونا چاہئے کہ بات کرے تو پوری کرے ورنہ چُپ رہے۔ جب دیکھو کہ کسی مجلس میں اللہ اور اُس کے رسول پر ہنسی ٹھٹھا ہو رہا ہے تو یا تو وہاں سے چلے جاؤ تا کہ ان میں سے نہ گنے جاؤ اور یا پھر پورا پورا کھول کر جواب دو۔ دو باتیں ہیں'' (اس کے علاوہ کوئی نہیں۔ اگر ایک حقیقی مومن ہے تو) ''یا جواب یا چپ رہنا'' (اور اٹھ کر چلے جانا۔) فرمایا کہ ''یہ تیسرا طریق نفاق ہے کہ مجلس میں بیٹھے رہنا اور ہاں میں ہاں ملائے جانا۔ دبی زبان سے اخفاء کے ساتھ اپنے عقیدہ کا اظہار کرنا''۔

یہی مومن کا طریق ہونا چاہیے کہ بات کرے تو پوری کرے ورنہ چپ رہے

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 130۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

مجلس میں بیٹھے بھی رہنا اور مداہنت دکھاتے ہوئے یا خوف سے ان لوگوں کی ہاں میں ہاں کہتے رہنا پھر دبی زبان میں کہہ بھی دینا کہ نہیں تم یہ غلط کہہ رہے ہو۔ یہ بات اس طرح نہیں۔ اس طرح ہونی چاہئے۔ لیکن کھل کے بات کا اظہار نہ کرنا۔ فرمایا کہ یہ جو ہے یہ نفاق ہے۔ یہ مومن کا طریقہ کار نہیں ہے۔ پس یہ ہے ایک مومن کا ردّعمل ایسی مجلس میں جہاں دین پر ٹھٹھا ہو رہا ہو یا دین کے خلاف منصوبہ بندی ہو رہی ہو یا بڑے طریقے سے ایسی باتیں ہو رہی ہوں جو دل میں وسوسے پیدا کرنے والی ہوں۔ مومن کا ردّعمل یہ ہے کہ کوئی بھی اللہ اور رسول یا اس کی قائم کردہ جماعت کے نظام کے خلاف بات سنو تو سختی سے ردّ کرو اور ان باتیں کرنے والے کو بتاؤ کہ اگر تمہارے خیال میں یہ سب باتیں صحیح ہیں تو خلیفۂ وقت اور نظام کو بتاؤ لیکن اس طرح باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی مجالس میں اگر انسان بیٹھا رہے اور دبی زبان میں ردّ کرے اور کھل کر نہ بولے تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ نفاق بن جاتا ہے اور اس سے ایک مومن کو بچنا چاہئے اور دین کے معاملے میں اور نظام کے معاملے میں کبھی بھی بے غیرتی نہیں دکھانی چاہئے۔ اور غیرت کا اظہار دو طرح سے ہے کہ یا تو کھل کر جواب دو یا اٹھ کر اس مجلس سے چلے جاؤ۔

یہی طریق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا اور اس کی وضاحت آنحضرت ﷺ نے بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جب تم کسی قوم کی مجلس میں جاؤ اور انہیں اپنے مزاج کی باتیں کرتے ہوئے پاؤ تو وہاں ٹھہرو۔ (یعنی کہ نیکی کی باتیں اگر کر رہے ہیں اور غلط قسم کی باتیں نہیں کر رہے، فتنہ وفساد کی باتیں نہیں کر رہے ہے تو وہاں ٹھہرو۔) اور اگر وہ ایسی باتوں میں مشغول ہوں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو تو اس مجلس کو چھوڑ دیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 368 حدیث 18927)

اس بات کی بھی آپ نے وضاحت فرمائی کہ کیسی مجلس ایک مومن کو ناپسند ہونی چاہئے۔ یہ تو نہیں کہ وہ اپنی ذاتی ناپسند کی باتیں نہیں کر رہے بلکہ ایسی ناپسند جو نظام اور جماعت کے متعلق باتیں ہیں۔ فرمایا کہ ایسی مجلس کو چھوڑ دو۔ اور اس بارے میں جیسا کہ میں نے کہا کہ ناپسند کیسی ہونی چاہئے؟ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہؓ بن

عباس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا کہ ہم کن لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے اور جن کی گفتگو سے تمہارا دینی علم بڑھے اور جن کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

(کنزالعمال جلد 9 حدیث 25582)

پس یہ ہے وہ رہنما اصول جو ایک مومن کو اپنی مجلس کے انتخاب کے وقت سامنے رکھنا چاہئے کہ ان مجالس کو پسند کرو جہاں خدا تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت کی باتیں ہو رہی ہوں۔ جہاں دینی علم میں بھی اضافہ ہو رہا ہو۔ اور آج کل دینی علم میں اضافہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے۔ تبلیغ کے لئے، دعوت الی اللہ کے لئے، تربیت کے لئے یہ باتیں ضروری ہیں اور یہی باتیں آخرت کی بھی یاد دلاتی ہیں۔ انسان کو اس طرف متوجہ رکھتی ہیں کہ صرف دنیا کی چمک دمک ہی سب کچھ نہیں ہے۔ اس دنیا کی دولتیں اور آسائشیں ہی سب کچھ نہیں ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ایک مومن کا اصل مقصود ہونا چاہئے۔

پہلی حدیث کی وضاحت ہو گئی کہ اگر صرف دنیاداروں کی مجالس ہیں تو یہ مجلسیں ایک مومن کو پسند نہیں ہونی چاہئیں۔ ایسی مجلس سے فوراً اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ اگر اس طرف ہماری توجہ ہو تو ہمارے بڑے بھی اور ہمارے نوجوان بھی بہت سی برائیوں سے بچ جائیں۔ بہت سے فتنوں سے بچ جائیں۔ نوجوانوں کی بہت سی مجالس کی ایک دوسری طرز بھی ہے، قسم بھی ہے۔ نوجوان خاص طور پر اس میں Involve ہوتے ہیں جو Fun کے نام پر ہوتی ہیں۔ غل غپاڑے کے لئے ہوتی ہیں اور مغربی ماحول کے اثر کی وجہ سے ہمارے بعض نوجوانوں میں بھی یہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ ایسی مجلسوں میں شامل ہو جانا چاہئے۔ ایک مومن نوجوان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی زندگیوں کو اس قسم کی مجلسوں سے بچا کے رکھیں اور کچھ حدود ہیں ان کے اندر رہیں۔ جماعت میں بھی بعض دفعہ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ بری صحبتوں اور خراب مجلس کے زیرِ اثر ہمارے نوجوان نوجوانی میں قدم رکھتے ہی بعض ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں جو دوسروں کو نقصان پہنچانے والی ہوتی ہیں۔ ہمسایوں کو نقصان پہنچا دیا۔ یا راہ چلتے راہگیر کو نقصان پہنچا دیا۔ یا کسی جگہ گئے تو ویسے ہی شرارتاً کسی کو نقصان پہنچا دیا۔ اور پھر اگر یہ پتا لگ جائے کہ یہ جماعت کا فرد ہے تو پھر ایسے لوگ جماعت کی بھی بدنامی کا باعث بن جاتے ہیں۔ پس ماں باپ کو بھی اپنے بچوں کی مجالس اور صحبتوں پر نظر رکھنی چاہئے تا کہ ہمارے نوجوان، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی بری صحبتوں اور مجلسوں سے محفوظ رہیں۔ اور خود بھی گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطۂ نظر سے بہترین ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جب کوئی قوم مسجد میں کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں درس و تدریس کے لئے بیٹھی ہو تو اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت انہیں ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے انہیں اپنے جلو میں لے لیتے ہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء)

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کہ جماعت کو ایسے مواقع میسّر آ جاتے ہیں اور آتے رہتے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ ہی کئی جماعتیں جلسے بھی منعقد کرتی ہیں، اجتماع بھی منعقد ہوتے ہیں، ان میں ایسے پروگرام ہوتے ہیں جو تربیت کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ علم بڑھانے کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ آج یہاں مثلاً لجنہ اماء اللہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے پروگراموں کا زیادہ حصہ دینی اور علمی مجالس ہونا چاہئے۔ اور شامل ہونے والی عورتیں بھی یاد رکھیں کہ وہ کسی میلے میں شامل ہونے کے لئے نہیں آئیں۔ اپنے اجتماع پر آنے کا مقصد ان کو پورا کرنا چاہئے اور مستقل دینی اور علمی مجلسیں لگائیں۔ باقاعدہ پروگرام نہیں بھی ہو رہا تب بھی اپنی مجالس میں بجائے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے اور فضول گفتگو کرنے کے تعمیری گفتگو کریں اور لغو باتوں سے ہمیشہ پرہیز کریں اور اپنا وقت اس سے ضائع ہونے سے بچائیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور وہاں ذکرِ الٰہی نہیں کرتے وہ اپنی مجلس کو قیامت کے دن حسرت سے دیکھیں گے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 724 حدیث 7093)

پس اجتماع پر آنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنے آنے کے مقصد کو پورا کریں اور اپنا وقت ہنسی ٹھٹھے اور فضول گفتگو میں گزارنے کے بجائے زیادہ وقت ذکرِ الٰہی اور نیکی کی باتیں کرنے اور سننے میں گزاریں تا کہ ہماری مجلسیں قیامت کے دن کبھی حسرت سے دیکھی جانے والی مجلسیں نہ ہوں۔ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر چلنے والوں کی صحبت میں وقت گزارنے کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ہمیں کیا نصیحت فرمائی؟ ایک روایت میں آتا ہے آپؐ نے فرمایا کہ تم مومن کے سوا کسی اور کے ساتھ نہ بیٹھو اور متقی کے سوا کوئی اور تمہارا کھانا نہ کھائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الأدب باب من یؤمران یجالس)

انسان کا دنیا میں مختلف لوگوں سے رابطہ واسطہ رہتا ہے۔ انسان انہیں ملتا بھی ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ بھی اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ انسان غیر مومن کے ساتھ اٹھے بیٹھے ہی نہ۔ آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری گہری دوستی، تمہارا زیادہ اٹھنا بیٹھنا، تمہارا اکثر وقت گزارنا، تمہاری مجالس زیادہ تر ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں جو ایمان میں مضبوط ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں تا کہ تم بھی نیکی اور تقویٰ میں آگے بڑھو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبۃ:119)۔ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان

ان لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھو جن کو دیکھ کر تمہیں خدا یاد آئے

گھروں میں ایسی پاک مجلسیں لگانی چاہئیں جو ہمیشہ تربیتی نقطۂ نظر سے بہترین ہوں

کے ساتھ رہو''۔ (یعنی ان کی باتیں بھی سچائی پر مبنی ہوں۔ ان کے عمل بھی سچائی پر مبنی ہوں اور ان کی ہر حالت سے سچائی ظاہر ہوتی ہو یعنی نیک لوگ ہوں۔) فرمایا کہ ''اس سے پہلے فرمایا۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے''۔ فرمایا کہ ''اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟'' (مَیں زنا کرنے تو نہیں جاتا

لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا بے دین لوگوں کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا تمہیں دین اور تقویٰ سے دُور کر دے گا۔ ہاں تبلیغ کے لئے، نیک باتوں کو پہنچانے کے لئے تعلق ضرور قائم کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کے لئے انہیں اپنی مجالس میں لانا چاہئے کیونکہ یہ نیکی کی مجالس پھر اپنا اثر چھوڑتی ہیں۔

اور ہمارے جلسوں میں، فنکشنز میں شامل ہونے والے بے شمار غیر لوگ ہیں جو اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ یہاں آ کر ہماری حالت اور کیفیت بالکل بدل جاتی ہے۔

جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے۔ مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا'' (ان ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔ لیکن وہاں بیٹھا ہوا تھا۔) ''تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ''۔ فرمایا کہ ''اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور ہے''۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 249۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس مومنوں کی صحبت اور مجلس میں بیٹھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل کے حاصل کرنے والے بن جاتے ہیں اور یہ وہی

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے

تو) ''اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا'' (کیونکہ بدصحبت کا بداثر ہوتا ہے) ''کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیے گا''۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیشہ بری صحبت سے بچنے کی ضرورت ہے۔ عام دنیاوی کاروباروں میں تعلق واسطہ تو ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا غیروں کے ساتھ تعلق ہے۔ لیکن ان تعلقات میں

صحبت کے اثر کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ

''جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے۔ لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے''۔ فرمایا کہ ''اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس

مجلسیں ہیں جو ذکرِ الٰہی سے بھری ہوئی مجالس ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''بہت ہیں کہ زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر دہریت ہے۔ کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقینِ کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جبکہ یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے''۔ فرمایا کہ ''گناہ

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں نظام جماعت اور خلافت سے جوڑے رکھے

حدود قائم ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں کہ ان کی فضول مجلسوں میں بھی انسان جانا شروع کر دے۔ بہت سی برائیاں ان فضول مجلسوں میں شامل ہونے سے ہوتی ہیں۔ بلکہ یہاں کے لوگ خود اس بات کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری بعض عورتوں سے اس بات کا انگریز عورتوں نے اظہار کیا کہ ہمارے خاوند اچھے بھلے شریف تھے لیکن بعض دوستوں کی وجہ سے ان میں برائیاں پیدا ہو گئیں اور فضول اور گندی مجلسوں میں جانا شروع ہو گئے۔ تو ان لوگوں کو بھی جو غیر مسلم ہیں ان کو بھی یہ احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں تو بہت زیادہ اس بات کی فکر کرنی چاہئے۔ اس چیز کو روکنے کے

مجلس سے فی الفور اٹھ جاوٴ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اِس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے''۔ فرمایا کہ ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں۔ اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے

سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو اور خوب جان لو کہ ان آفات سے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی''۔ فرمایا ''نماز جو کہ پانچ وقت ادا کی جاتی ہے اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ اگر وہ نفسانی جذبات اور خیالات سے اسے محفوظ نہ رکھے گا تب تک وہ سچی نماز ہرگز نہ ہو گی۔ نماز کے معنی ٹکریں مار لینے اور رسم اور عادت

کے طور پر ادا کرنے کے ہرگز نہیں۔ نماز وہ شئے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے''۔ فرمایا ''جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رِقّت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرّع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دُور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفسِ امّارہ کی شوخی کم ہوگئی ہے۔ جیسے اژدہا میں ایک سَمِّ قاتل ہے اسی طرح نفسِ امّارہ میں بھی سَمِّ قاتل ہوتا ہے۔ اور جس نے اسے پیدا کیا اسی کے پاس اس کا علاج ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 123۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی خدا تعالیٰ کے پاس ہی برائی کے دور کرنے کا علاج ہے اس لئے اس کے آگے جھکو۔ اس سے مدد مانگو کہ دنیا اور اس کے بداثرات اور بری مجالس سے اور ان کے اثرات سے وہ ہمیشہ بچا کے رکھے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ مجلس برخاست کرتے وقت اٹھتے ہوئے آپ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تُو پاک ہے اور تیری حمد کی قسم! مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ مَیں تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کفارۃ المجلس)

پھر ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ کچھ کلمات ایسے ہیں جس نے بھی ان کو اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل اس کے وہ گناہ جو اس نے وہاں کئے ہوں گے ان کو ڈھانک دے گا اور جس نے یہ کلمات کسی خیر کی مجلس میں اور ذکرِ الٰہی کی مجلس میں پڑھے تو ان کے ساتھ اس پر مہر کر دی جائے گی اور وہ کلمات یہ ہیں کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ کہ اے اللہ تُو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش کا طلبگار ہوں اور تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کفارۃ المجلس حدیث 4857)

پس مجھ سے جو بعض ناپسندیدہ باتیں ہو جاتی ہیں ان کے بداثرات سے بھی محفوظ رکھ اور پھر یہ دعا جو ناپسندیدہ باتیں ہیں ان کے بداثرات سے محفوظ رکھتی ہے اور نیک مجالس کے فیض سے انسان کو زیادہ سے زیادہ فیض اٹھانے کا باعث بناتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ کی مدد ساتھ نہ ہو ہرگز رہائی نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ بری مجالس سے بچنے والے ہوں۔ اور اگر کبھی اَنجانے میں شامل ہو جائیں تو ان کے بداثرات سے محفوظ رہیں۔ ہمیشہ پاک مجلسوں کی تلاش میں رہیں اور ان میں بیٹھنے والے ہوں اور ان پاک مجالس کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فیض پانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ شیطان کے حملے سے بچائے۔ ہم سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ہمیں ہمیشہ نظامِ جماعت اور خلافت سے جوڑے رکھے اور ہر فتنہ پرداز کے فتنہ کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

50 واں جلسہ سالانہ جرمنی

امسال جلسہ سالانہ جرمنی 4-6 ستمبر 2026ء Mendig میں منعقد ہو رہا ہے، ان شاء اللہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل مقررین وعناوین کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

عنوان	مقرر	بزبان
فرسودہ عالمی نظام کا خاتمہ اور ایک نئے مالیاتی اسلامی و عالمی نظام کا قیام۔ نظامِ نو	مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، امیر جماعت احمدیہ (جرمنی)	جرمن
صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے نمونے اور ان کے ثمرات	مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، استاد جامعہ احمدیہ (یوکے)	اردو
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیتِ دعا کے واقعات	مکرم نصیر احمد قمر صاحب، ایڈیشنل وکیل الاشاعت (یوکے)	اردو
آنحضرت ﷺ کی قناعت اور شکر گزاری	مکرم مبارک احمد تنویر صاحب، مربی سلسلہ و مشنری انچارج (جرمنی)	اردو
آنحضرت ﷺ کی بلند شان اور صداقت ثابت کرنے میں حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان کردار	مکرم سیّد حسن طاہر بخاری صاحب، مربی سلسلہ رشین ڈیسک	اردو
قرآن کریم، روزمرہ زندگی کے لیے ہدایت و راہنمائی	مکرم فرہاد غفار صاحب، مربی سلسلہ (جرمنی)	جرمن
طلاق وخلع۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	مکرم عبدالرفیق احمد صاحب، صدر قضا بورڈ (جرمنی)	جرمن
بچوں کی تربیت میں والدین کا مثالی کردار	مکرم طارق احمد ظفر صاحب، استاد جامعہ احمدیہ (جرمنی)	جرمن
روزمرہ زندگی میں عمدہ کردار کے ذریعہ ایک احمدی کی خاموش تبلیغ	مکرم چنگیز وارلی صاحب، نیشنل ایڈیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین و وقف جدید (جرمنی)	جرمن

(فرید احمد خالد، افسر جلسہ گاہ جرمنی 2026ء)

مکرم مولانا حنیف احمد محمود صاحب، لندن

صحبتِ صالحین کی اہمیت

صحبت کے معنی دوستی، ہم جلیسی، ہم نشینی کے ہیں اور اسلامی اصطلاح ''صحابی'' بھی اِسی سے مشتق ہے جس کے معنی ساتھی، دوست اور ہم مجلس کے ہیں اور جب ''صحابی رسولؐ'' کہا جاتا ہے تو اس کے معنی آنحضور ﷺ کے رفیق، ساتھی اور صحبت یافتہ کے لئے خاص ہو جاتے ہیں یعنی جس نے سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کے بعد آپؐ کی صحبت میں رہ کر چند باتیں بھی آپؐ کی زبانِ مبارک سے سنی ہوں۔ اسی پاک صحبت کے صدقہ صحابہ کرام کا تزکیہ ہوا اور وہ نیک، پارسا، پرہیز گار اور متقی بنے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدّد بار صالحین کی صحبت میں رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسے فرمایا: یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (سورۃ توبہ: 119) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

پھر سورۃ توبہ آیت 71 میں فرمایا: مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں جو اچھی باتوں کا حکم اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں نیز اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔

سورۃ اٰل عمران آیت 29 میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تاکیداً حکم دیا کہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کی صحبت اختیار نہ کرو۔ ایسا کرنے والے کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں۔

احادیث میں سرورِ کائنات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی مسلمانوں کو صحبتِ صالحین اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک موقع پر نیک اور بُرے ساتھی کی مثال دو اشخاص سے دے کر صحابہ کو اس اہم مضمون کی طرف یوں توجہ دلائی کہ ایک شخص کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری والا مفت میں خوشبو دے جائے گا۔ اس کی مہک سے تو فائدہ اٹھائے گا اور بھٹی والے کے قریب بیٹھنے سے کپڑے جل جائیں گے اور اس کا بدبودار دھواں تنگ کرے گا۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہم سب کو کستوری کی خوشبو بانٹنے والا بنائے اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو نہ صرف ہمیں فائدہ پہنچا رہی ہوں بلکہ لوگ بھی ہم سے فائدہ اٹھا رہے ہوں''۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 398)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اس مضمون کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں: ''آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے۔ چاہیے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 37، 38)

آپؑ اسی مضمون کو ایک اور جگہ خوشبو سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت ایک رُوح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحبِ نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن شریف میں كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ: 119) فرمایا ہے اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانے میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 609 ایڈیشن 1988ء)

آپ نے ایک دوسری جگہ اچھی اور بُری صحبت کی بہت عمدہ مثال یوں دی ہے کہ ایک مکھی گندگی پر بیٹھتی ہے اور گندگی اور بیماری پھیلاتی ہے جبکہ ایک دوسری مکھی جو شہد کی مکھی کہلاتی ہے وہ پھولوں پر بیٹھتی ہے اور ایک ایسی خوراک تیار کرتی ہے جو شہد کہلاتا ہے اور شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ہے۔ دونوں کہلاتی مکھیاں ہیں مگر اپنی اپنی صحبت سے وہ کیا مہیا کرتی ہیں؟ اسی طرح اصلاحِ نفس کے لئے دعا اور صحبتِ صالحین کا نسخہ بتاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''دو چیزیں ہیں ایک تو دعا کرنی چاہئے اور دوسرا طریق یہ ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ راستبازوں کی صحبت میں رہو تا کہ ان کی صحبت میں رہ کر تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہارا خدا قادر ہے، بینا ہے، دیکھنے والا ہے، سننے والا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور اپنی رحمت سے اپنے بندوں کو صدہا نعمتیں دیتا ہے''۔(ملفوظات جلد ششم صفحہ 62)

آپؑ صحبت کی تاثیر کے متعلق فرماتے ہیں:

''جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا وہ ضرور پیے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیے کہ صحبت میں بڑی تاثیر ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت کے ہی رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کیے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا''۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 505، 506)

حضورؑ مزید فرماتے ہیں:

''یہ مسلّمہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے مقرّب کے پاس رہنا گویا ایک طرح سے خود خدا تعالیٰ کے پاس رہنا ہوتا ہے''۔(ملفوظات جلد 5 صفحہ 316 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سُن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہو گا۔ صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں! وہ بھی ان میں سے ہی ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور رہے''۔(ملفوظات جلد 3 صفحہ 507)

نیک اعمال کے لئے صحبتِ صالحین کا نسخہ آپؑ نے یوں بیان فرمایا ہے: ''خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی اعمالِ نیک کے واسطے صحبت صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنّت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن شریف یونہی بھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا۔ مگر انسان کو عمل درآمد کے لئے نمونہ کی ضرورت ہے۔ پس اگر وہ نمونہ نہ بھیجتا رہتا تو حق مشتبہ ہو جاتا''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 266 ایڈیشن 2016ء)

آپؑ ایک موقع پر ماں اور بیٹے کی مثال دے کر فرماتے ہیں: ''سنو! انسان کامل مؤمن اس وقت تک نہیں ہوتا، جب تک کفار کی باتوں سے متاثر نہ ہونے والی فطرت حاصل نہ کرلے اور یہ فطرت نہیں ملتی جب تک اس شخص کی صحبت میں نہ رہے جو گمشدہ متاع کو واپس لانے کے واسطے آیا ہے۔ پس جب تک وہ اس متاع کو نہ لے لے اور اس قابل نہ ہو جائے کہ مخالف باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو تو اس وقت تک اس پر حرام ہے کہ اس صحبت سے الگ ہو کیونکہ وہ اس بچہ کی مانند ہے جو ابھی ماں کی گود میں ہے اور صرف دودھ ہی پر اس کی پرورش کا انحصار ہے۔ پس اگر وہ بچہ ماں سے الگ ہو جاوے تو فی الفور اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر وہ صحبت سے علیحدہ ہوتا ہے تو خطرناک حالت میں جا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ دوسروں کو درست کرنے کے لئے کوشش کر سکتا ہو خود اُلٹا متاثر ہو جاتا ہے اور اَوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے ہم کو دن رات جلن اور افسوس یہی ہے کہ لوگ بار بار یہاں آئیں اور دیر تک صحبت میں رہیں۔ انسان کامل ہونے کی حالت میں اگر ملاقات کم کر دے اور تجربہ سے دیکھ لے کہ قوّی ہو گیا ہوں تو اس وقت اسے جائز ہو سکتا ہے کہ ملاقات کم کر دے کیونکہ بعید ہو کر بھی قریب ہی ہوتا ہے لیکن جب تک کمزوری ہے وہ خطرناک حالت میں ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 136 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرماتے ہیں: ''زیارتِ صالحین کے لیے سفر کرنا قدیم سے سنّت سلفِ صالح چلی آئی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جلّ شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کے لیے کبھی تو گیا تھا۔ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہو گئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا! بہشت میں داخل ہو۔ مَیں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا''۔(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608)

حضرت اقدسؑ برف کے تودوں پر چل کر صحبت اختیار کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جب دنیا ختم ہونے پر ہو گی تو اس اُمّت میں سے مسیح موعود پیدا ہو گا۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس کے پاس پہنچیں خواہ ان کو برف پر چل کر جانا پڑے۔ اس لئے صحبت میں رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ سلسلہ آسمانی ہے۔ پاس رہنے سے باتیں جو ہوں گی ان کو سنے گا جو کوئی نشان ظاہر ہو اُسے سوچے گا''۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 263۔264)

آپؑ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو عزّت دیتا اور خود اُن کے لئے

ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اُس کا ہو جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 356)

صحبتِ صالحین کو ایک کیمیا قرار دیتے ہوئے آپؑ نے ایک دفعہ کسی بزرگ کا یہ فارسی شعر پڑھا۔

''ہر کہ روشن شُد دل و جان و دروں از حضرتش
کیمیا باشد بسر برون دمے در صحبتش''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 485)

یعنی جس کے جان و دل اور باطن خدا کی جناب سے روشن کئے گئے ہوں اُن کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا بھی کیمیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے کسی نے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ ''سنا ہے کہ آپ کو کیمیاگری آتی ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ ہاں آتی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ہم غریب ہیں اور مقروض رہتے ہیں۔ آپ ہمیں بھی بتائیں۔ چنانچہ حضورؓ نے فرمایا: ''لوگ اکسیر اور سنگ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے۔ میرے لیے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے۔ مَیں نے انکو چھوا تو بادشاہ بن گیا''۔

(تشحیذ الاذہان دسمبر 1912ء صفحہ 566)

کسی نے صحبت کے مضمون کو گلاب اور دیگر پھولوں سے تشبیہ دی ہے کہ جہاں پھولوں کی کیاریاں ہوں وہاں سے آنے والی ہوائیں بھی خوشبودار ہو کر گزرتی ہیں اور فضا مہک جاتی ہے۔ یہاں تک کہ گلاب کی پتیاں جس زمین پر گرتی ہیں وہ زمین بھی گلاب کی خوشبو سے معطّر ہو جاتی ہے۔ کسی نے کہا ہے

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

کہ گندم سے گندم اور جو سے جو اُگتے ہیں۔ تو مکافاتِ عمل سے ہرگز غافل نہ ہو۔

اسی مضمون کو ایک انگریزی مثل میں یوں سمویا گیا ہے

"The duty of an apple is to ensure that an apple tree grow out of it."

سیب کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ وہ ممکن بنائے کہ اس کے ذریعہ سیب کے درخت اُگیں گے۔

پنجابی کے معروف صوفی شاعر میاں محمد بخش (مصنف منظوم مجموعہ کلام: سیف الملوک) نے ایک حدیث کا منظوم کلام میں ترجمہ یوں کیا ہے۔

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں
سودا پاویں مول نہ لیے حُلے آن ہزاراں
بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں
کپڑے پاویں کُنج کُنج بیٹھے چنگاراں آن ہزاراں

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (التوبہ 119) بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادھ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوّت و شوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے تا اس پر عمدہ رنگت آوے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اسے نشانات دیے جاتے ہیں جن سے اس کا جسم منوّر اور روح تازہ ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 262، 263 ایڈیشن 2016ء)

سادھ سنگت ایک ہندی زبان کا محاورہ ہے جس میں سادھ کے معنی نیک، پارسا اور پرہیزگار جبکہ سنگت کے معانی ہم نشینی، ہم صحبت اور رفاقت و دوستی کے ہیں۔ اسے عُرفِ عام میں صحبتِ صالحین کہہ سکتے ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تشریح میں یہ محاورہ بیان فرمایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے ماحول میں دیگر اُٹھنے بیٹھنے والے لوگوں سے ضرور اثر پکڑتا ہے اور باوجود نہ چاہنے کے بھی، اس میں ان لوگوں جیسی حرکات و سکنات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دوستیاں بڑھائیں اور بدزبان اور بدکرداروں سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ نیک بندوں سے دوستیاں بڑھانے کے بہت سے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ''ذکر کی مجالس'' ہیں جن میں جماعت احمدیہ کے جلسہ ہائے سالانہ شامل ہیں۔

(باقی آئندہ)

Rüdesheim میں تبلیغی نمائش

جماعت Rüdesheim کی جانب سے 21 تا 23 مئی 2026ء تین روزہ نمائش کا اہتمام Rheingau Atrium Geisenheim میں کیا گیا جس میں اسلام اور احمدیت کے تعارف سے متعلق کتب و دیگر لٹریچر رکھا گیا نیز بینرز لگائے گئے۔ نمائش کے دوران کم و بیش 50 جرمن اور دیگر اقوام کے زائرین نے اسلام سے متعلق معلومات حاصل کیں۔ نیشنل شعبہ تبلیغ کی جانب سے عربی، ترکش اور فارسی ڈیسک کے مربیان کرام بھی ڈیوٹی پر موجود تھے۔ نمائش کا ایک نمایاں پہلو بڑی تعداد میں جرمن خواتین کی شرکت تھی، جس کے لیے صدر صاحبہ لجنہ نے خصوصی محنت کی۔ نمائش کی وسیع پیمانہ پر تشہیر کے لیے فلائیرز تقسیم کیے گئے نیز دو مقامی مقبول جرمن اخبارات Rheingau Echo اور Wiesbadener Kurier میں بھی اشتہار دیئے گئے۔

نمائش کی تیاری اور تشہیر میں نمایاں خدمت کی توفیق پانے والوں میں سیکرٹری تبلیغ مکرم راحیل احمد صاحب اور قائد مجلس مکرم ولید احمد صاحب شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کی مساعی کو شرفِ قبولیت بخشے، آمین۔

(منور علی شاہد، نمائندہ اخبار احمدیہ جرمنی)

رسالہ اخبار احمدیہ جرمنی کی خصوصی اشاعت

قارئین کے لیے اعلان ہے کہ امسال 50 ویں جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر اخبار احمدیہ جرمنی کا ایک خصوصی نمبر شائع کیا جا رہا ہے۔ اِس تاریخی جلسہ کی مناسبت سے مضامین، منظوم کلام اور نادر و نایاب تصاویر شمارہ کی زینت ہوں گی، ان شاء اللہ۔ اگر کسی دوست کے پاس جرمنی کے جلسوں سے متعلق کوئی یاد، دستاویز یا تصویر ہو تو ادارہ کو 5 اگست تک بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

اس ضمن میں قارئین کے لیے اطلاعاً عرض ہے کہ رسالہ اخبار احمدیہ جرمنی ماہ اگست و ستمبر 2026ء یکجا کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر شائع کیا جائے گا۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

مرسلہ: مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج انگلستان

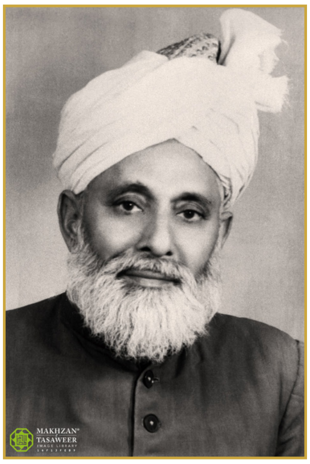

اسلام کا پیش کردہ نظام بہترین نظام ہے

تحریر: حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب مرحوم ومغفور

اسلام ایک کامل اور محفوظ دین ہے جس میں انسانوں کی سب ضرورتوں کے لئے، خواہ تمدّنی ہوں یا سیاسی، قومی ہوں یا بین الاقوامی، ایسا حل پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر ممکن نہیں اور انسانی معاشرہ کے لئے ایسا نظام مقرر کیا گیا ہے جو سب نظاموں سے بہتر اور اپنی ذات میں کامل تر ہے۔

کامل نظام کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد کو عقیدہ اور عمل کی آزادی حاصل ہو۔ دوسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر شخص کو ترقی کرنے کے لئے پورے مواقع میسر ہوں۔ تیسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد بشر کی جان، مال اور عزّت محفوظ ہو۔ چوتھی علامت یہ ہے کہ اس میں محتاجوں اور ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا انتظام موجود ہو۔ نظامِ کامل کی یہ چاروں علامتیں صحیح طور پر صرف اسلام کے نظام میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے نظاموں میں خواہ اشتراکیت کا نظام ہو، خواہ سرمایہ داری کا نظام ہو، یہ علامتیں پورے طور پر موجود نہیں ہیں۔

پہلی علامت جس میں انسان کو عقیدہ اور عمل کی پوری آزادی حاصل ہو اسلام نے اس بارہ میں کامل حریتِ فکر کا اعلان فرمایا ہے اور جبر واکراہ کو ناجائز ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ: 257) عقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں ہے۔ پھر فرمایا: قُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ (الکہف: 30) کہ یہ دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے۔ ہر ایک کو اختیار ہے کہ چاہے ایمان لائے اور چاہے انکار کرے۔ گویا اسلام میں فکر اور عقیدہ پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ ایک تیسری آیت میں فرمایا: لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ (الکافرون 7) کہ اے منکرو! تم کو اپنے دین کے بارے میں عمل کی آزادی ہے اور میرے لئے میرا دین ہے۔

کامل نظام کی دوسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر شخص کو ترقی کرنے کے لئے پورے مواقع میسر ہوں۔ اسلام کا نظام ہی وہ نظام ہے جس میں ہر انسان کو بحیثیت انسان مساوی حقوق حاصل ہیں۔ سیاہ وسفید کا کوئی امتیاز نہیں۔ مشرقی اور مغربی میں کوئی فرق نہیں ہے، ذات پات کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس انسانی مساوات کی بنیاد پر اسلام نے ہر شخص کو ترقی کے لئے پورا پورا موقع دیا ہے۔ اِسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام میں ہر شخص کو حقِ ملکیت دیا گیا ہے۔ کسی کی جائز ذرائع سے کمائی پر کوئی پابندی نہیں اور کسی فرد یا حکومت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس کی ملکیت کو اس کی مرضی کے خلاف اس سے چھین لے۔ اسلامی نظام میں ہر فرد کو اپنے اپنے دائرہ عمل میں ذمہ وار قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے، اَلَا کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَ کُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِهٖ (بخاری) کہ ہر شخص اپنے حلقہ میں نگران ہے اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کے لئے جوابدہ ہے۔ اسلام کا تمدّنی اور سیاسی نظام گھریلو زندگی سے لے کر بڑی سے بڑی حکومت کے نظام کے لئے احسن ترین اُصول بیان کرتا ہے۔ ماں باپ کے حقوق کا بھی بیان ہے، بچوں کے حقوق بھی قائم ہیں، بیویوں کے حقوق بھی مقرر ہیں اور خاوندوں کے حقوق بھی واضح کر دیے گئے ہیں۔

روحانی نظام کی بنیاد نبوّت پر ہوتی ہے۔ نبی کا تقرر اللہ تعالیٰ براہ راست فرماتا ہے۔ مگر اس کی وفات کے بعد اسلام میں نظامِ خلافت مقرر ہے جو قوم کے نمائندہ اور اہل الرائے افراد کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے۔ اسلام نے حقِ رائے دہی ہر فرد کو دیا ہے اور حکومت کی بنیاد عوام کے ووٹوں پر رکھی ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کس لطیف پیرایہ میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ (النساء: 59) کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔ حکومت کو ایک امانت سمجھو اور حکومت کی زمام ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دو جو اس کے اہل ہوں۔ پھر فرمایا کہ اے حاکمو! جب تم کو امانتِ حکومت سونپی جائے اور تمہیں اقتدار مل جائے تو لوگوں کے درمیان عدل اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔ اس آیت کریمہ میں ووٹ دینے والے عوام کو انتخاب کی ذمہ داری کی طرف بھی توجہ دلادی اور منتخب ہونے والے حکام کو بھی ان کی ذمہ داری سے آگاہ کر دیا۔ یہی اسلامی نظام ہے جس میں رعایا کے حقوق اور فرائض بھی مذکور ہیں اور حاکموں کی ذمہ داریاں اور اختیارات کا بھی مکمل بیان ہے۔ ہر انسان کو دینی اور دنیوی مناصب کے حصول کے لئے جدوجہد میں پوری حریّت حاصل ہے۔ قوم، نسل، رنگت اور زبان وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں۔

کامل نظام کی تیسری علامت یہ ہے کہ اس میں ہر فرد کی جان، مال اور عزّت محفوظ ہے۔ اسلام نے اس بارے میں آدمیت کا پورا احترام مقرر فرمایا ہے۔ کسی شخص کو دوسرے کی جان، مال اور عزّت پر کسی قسم کا حملہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہر مجرم، خواہ کوئی ہو، بلا رو رعائت سزا پائے گا۔ سب انسانوں کی جانیں یکساں طور پر محفوظ قرار دی گئی ہیں۔ سب کے اموال محفوظ ٹھہرائے گئے ہیں۔ ناجائز طور پر دھوکہ،

باقی صفحہ 38 پر

مکرم ذیشان محمود صاحب، مربی سلسلہ سیرالیون

قادیان میں صحبتِ صالحین کے نظارے

اللہ تعالیٰ نے قادیان کو موعود مسیح اور معہود مہدی کے مقام کے طور پر چنا۔حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور دعاوی کے بعد آپؑ نے اپنے بیگانے دونوں کے لیے لازمی قرار دیا کہ وہ قادیان آئیں اور خود مشاہدہ کریں۔ اس دوران حضورؑ ازخود مہمان نوازی کرتے۔ مہمانوں کے آرام، بستر، چارپائی، خورونوش کا ازخود انتظام فرماتے۔ آپؑ نے زبانی اور تحریری طور پر بھی احباب کو قادیان کے پُرنور اور بابرکت ماحول سے استفادہ کے لیے تحریک فرمائی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی مُردوں کے پاس جانے کی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ: 119) کا حکم دے کر زندوں کی صحبت میں رہنے کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بار بار یہاں آنے اور رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور ہم جو کسی دوست کو یہاں رہنے کے واسطے کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ محض اس کی حالت پر رحم کر کے ہمدردی اور خیرخواہی سے کہتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایمان درست نہیں ہوتا جب تک انسان صاحبِ ایمان کی صحبت میں نہ رہے اور یہ اس لیے کہ چونکہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ ایک ہی وقت میں ہر قسم کی طبیعت کے موافقِ حال تقریر ناصح کے منہ سے نہیں نکلا کرتی۔ کوئی وقت ایسا آجاتا ہے کہ اس کی سمجھ اور فہم کے مطابق اس کے مذاق پر گفتگو ہو جاتی ہے جس سے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے اور اگر آدمی بار بار نہ آئے اور زیادہ دنوں تک نہ رہے تو ممکن ہے کہ ایک وقت ایسی تقریر جو اس کے مذاق کے موافق نہیں ہے اور اس سے اس کو بددلی پیدا ہو اور وہ حسنِ ظن کی راہ سے دور جا پڑے اور ہلاک ہو جاوے‘‘۔

(الحکم 24 جولائی 1902ء صفحہ 5)

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ میرے آنے کی غرض یہ ہے کہ اُن صداقتوں کی طرف لوگوں کو متوجہ کروں جو اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ اسی لئے آپ بار بار اپنی کتب کے پڑھنے اور کثرت کے ساتھ قادیان آنے پر زور دیا کرتے تھے۔ مگر بہت سے لوگ ہیں جو کتب نہیں پڑھ سکتے۔ ان کے لئے قادیان آنا اس لئے بہت زیادہ مفید ہے کہ یہاں پر زبانی طور پر ان کو کامل علم ہو جائے۔ لیکن جو لوگ کتب پڑھ سکتے ہیں وہ کتابوں کو بھی پڑھیں اور قادیان بھی آئیں۔ کیونکہ اکثر مضامین

تحریر میں اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں لیکن زبانی طور پر تفصیل سے بیان ہوتے ہیں۔
(خطباتِ محمود جلد 5 صفحہ 486، 487)

حضرت مسیح موعودؑ نے بعض احباب کو ازخود قادیان میں رہائش اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قادیان کے ہو رہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب میں جموں کی ملازمت سے فارغ ہو کر بھیرہ آیا تو میں نے بھیرہ میں ایک بڑا مکان تعمیر کرانا شروع کیا اور اس کے واسطے کچھ سامان عمارت خریدنے کے لئے لاہور آیا۔ لاہور آکر مجھے خیال آیا کہ چلو قادیان بھی ایک دن ہوتے آویں۔ خیر میں یہاں آیا۔ حضرت صاحب سے ملا تو حضور نے فرمایا مولوی صاحب اب تو آپ ملازمت سے فارغ ہیں امید ہے کچھ دن یہاں ٹھہریں گے۔ مَیں نے عرض کیا ہاں حضور ٹھہروں گا۔ پھر چند دن کے بعد فرمانے لگے مولوی صاحب آپ کو اکیلے تکلیف ہوتی ہوگی اپنے گھر والوں کو بھی یہاں بلالیں۔ مَیں نے گھر والوں کو بھیرہ خط لکھ دیا کہ عمارت بند کرادو اور یہاں چلے آؤ۔ پھر ایک موقعہ پر حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ مولوی صاحب اب آپ اپنے پچھلے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں دل میں بہت ڈرا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں وہاں کبھی نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھی بھیرہ کا خیال نہ آوے مگر مولوی صاحب فرماتے تھے کہ خدا کا ایسا فضل ہوا کہ آج تک میرے دل میں کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ بھیرہ بھی میرا وطن ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی 103) پس اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قادیان کے ہو رہے۔

بار بار قادیان آتے

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ: جن ایام میں مَیں دفتر اکاؤنٹینٹ جنرل لاہور میں ملازم تھا اور بعض دینی خدمات کے خیال سے یا صرف حضرت صاحب کی ملاقات کے شوق میں بار بار قادیان آتا تھا بلکہ

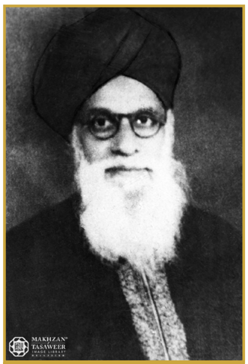
حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

بعض مہینوں میں ایسا ہوتا کہ ہر اتوار میں قادیان آجاتا۔ ان ایام میں عموماً حضرت صاحب مجھے واپسی کے وقت دو روپے مرحمت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ کی اس دینی خدمت میں ہم بھی ثواب لینا چاہتے ہیں۔ اُن ایام میں دو روپے میں لاہور قادیان کی آمد و رفت ہو جاتی۔
(ذکر حبیب صفحہ 331)

1900ء میں قادیان کا مڈل سکول ہائی سکول میں بدل گیا۔ سکول کی انتظامیہ نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کی کہ مفتی صاحب کو قادیان بلالیا جائے۔ حضرت اقدسؑ نے مفتی صاحب کو تین ماہ کی رخصت پر قادیان بلالیا۔ پھر چھ ماہ کی رخصت لینے کا ارشاد ہوا جس میں سے تین ماہ کی منظور ہوئی۔ اس کے بعد حضرت اقدسؑ نے آپؓ کو استخارہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ سات دن استخارہ کے بعد اطمینان ہوا تو حضرت اقدسؑ کی اجازت سے استعفیٰ لاہور بھجوادیا۔ یوں جنوری 1901ء میں آپ نے قادیان ہجرت کر لی۔
(حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 66، 67)

بٹالہ سے پیدل قادیان

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز یونہی بیٹھے بیٹھے میرے دل میں قادیان شریف جانے کا اُبال سا اُٹھا۔ مَیں نے برادرم مکرم منشی سراج الدین صاحب سے ذکر کیا کہ میرا یہ ارادہ ہے۔ اُس وقت میرے پاس خرچ کو ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ برادرم منشی سراج الدین صاحب نے مجھے ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس وقت میرے پاس بھی ایک ہی روپیہ ہے ورنہ اَور دیتا۔ مَیں نے پھر قاضی منظور احمد صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو قادیان جارہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں بھی چلتا ہوں۔ دوسرے روز ہم دونوں قادیان روانہ ہو گئے۔ بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان ظہر کے وقت پہنچے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کر کے طبیعت کو تسلی ہوئی، الحمد للہ علیٰ ذالک۔ (خطبہ جمعہ 4؍مئی 2012ء)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید صاحبؓ

سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ جو افغانستان سے حج کی نیت سے روانہ ہوئے اور مسیح محمدی کی آمد کا سن کر ان سے ملاقات کو حج پر ترجیح دی اور قادیان تشریف لے آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ''وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتوں میں دلچسپی پیدا ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے سو میں نے ان کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل میں ڈالے''۔
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 11، 12)

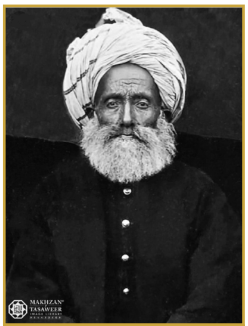
حضرت شہزادہ عبداللطیف شہید صاحبؓ

''مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف ان کو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعویٰ کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کیے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا ان کو کھینچ کر لے گئی''۔
(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 45)

پس یہ وہ اصل صالحین کی صحبت کا اثر تھا جو مرکزِ احمدیت میں مسیح موعودؑ کی موجودگی سے قائم تھا اور سعید روحیں جب کھنچی چلی آتیں تو پھر صُرۡهُنَّ کے قرآنی ارشاد پر حضرت مسیح موعودؑ ان کو سدھانے کی کوشش کرتے۔ ایک صالح روح قادیان آتی ہے اور ازخود تمام برکات، نشانات اور

علامات کا مشاہدہ کر کے یقین سے بھر جاتی ہے۔ قادیان آ کر رہنے سے یہی حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی مراد تھی۔

لاہور سے ہر جمعہ سائیکل پر قادیان

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانے میں میرا کئی سال یہ دستور العمل رہا کہ ''نیا سٹیشن'' پر (سٹیشن کا نام تھا) ایک جمعدار کے پاس ایک بائیسکل ٹھوس ٹائروں والا رکھا ہوا تھا (یعنی وہ بائیسکل تھا جس کے ٹائروں میں ہوا کے بجائے صرف ربڑ چڑھا ہوا تھا) جمعہ کے روز مَیں لاہور سے بٹالہ تک گاڑی پر جاتا اور وہاں سے سائیکل پر سوار ہو کر قادیان جاتا اور جمعہ کی نماز کے بعد واپس سائیکل پر بٹالہ آ جاتا۔ یہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آ جاتا۔ ہر جمعہ کا یہ اُن کا دستور تھا کہ لاہور سے باقاعدہ قادیان جمعہ پڑھنے جاتے تھے اور گیارہ بارہ میل کا سفر، بلکہ آنا جانا بائیس میل سائیکل پر کرتے تھے''۔

(خطبہ جمعہ 4رمئی 2012ء)

قادیان میں گھر بنانے کا خیال

حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں پہلے پہل فروری 1901ء میں قادیان آیا اور دستی بیعت کی، کیونکہ تحریری بیعت مَیں اگست 1900ء میں کر چکا تھا۔ تو مَیں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے پوچھا کہ اپنے سلسلے کا کوئی وظیفہ بتائیں۔ فرمایا سلسلہ کا وظیفہ یہ ہے کہ بار بار قادیان آیا کرو۔ تو مجھے فوراً ہی خیال آیا کہ قادیان میں مکان بنایا جائے تا کہ والدین اور بیوی بچے یہاں رہیں اور جب کبھی رخصتیں آئیں تو سیدھے قادیان آ کر ہی رہیں۔ (قادیان میں مکان بنا لیا جائے تا کہ جب بھی چھٹیاں ہوں یہیں آ کر رہیں) لہٰذا واپس جاتے ہی مَیں نے افریقہ، مشرقی افریقہ جہاں مَیں ملازم تھا۔ چھ صد روپیہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب

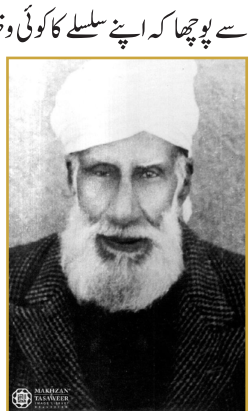

حضرت سید ڈاکٹر غلام غوث صاحبؓ

کے نام بھیج دیا کہ میرے لئے مکان بنا دیا جائے، مگر تین سال کے بعد جب مَیں واپس آیا تو مولوی صاحب نے مجھے روپیہ واپس کر دیا اور معذرت کی کہ مجھے موقع نہیں ملا۔ (خطبہ جمعہ 4رمئی 2012ء)

ایک شخص کی عجلت کا نتیجہ

قادیان میں رہنے اور مشاہدہ کی اہمیت کا اندازہ اس ایک روایت سے ہوتا ہے کہ ایک عجلت پسند شخص جس نے عجلت دکھائی اور صحبتِ صادقین کی حقیقت کو نہ پہچان سکا۔

ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ انچارج نور ہسپتال قادیان بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1905ء کے موسم گرما کی چھٹیوں میں جبکہ اپنے سکول کی نویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ پہلی مرتبہ قادیان آیا تھا... ہمارے قریب اور بھی مہمان رہتے تھے جن میں سے ایک شخص وہ تھا جو فقیرانہ لباس رکھتا تھا۔ اس کا نام مجھے یاد نہیں۔ وہ ہم سے کئی روز پہلے کا آیا ہوا تھا۔ جس روز ہم قادیان پہنچے۔ اس فقیرانہ لباس والے شخص نے ذکر کیا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا تھا کہ میری بیعت لے لیں۔ آپ نے فرمایا۔ کچھ دن یہاں ٹھہرو۔ بیعت کی کیا جلدی ہے ہو جائے گی، وہ شخص دو تین روز تو رکا رہا۔ لیکن جس روز ہم یہاں پہنچے اُسی شام یا اگلی شام کو بعد نماز مغرب یا عشاء حضور نے لوگوں کی بیعت لی۔ ہم طلباء نے بھی بیعت کی۔ اس وقت اس شخص نے بھی چپکے سے بیعت کرنے والوں کے ساتھ ہاتھ رکھ دیا۔ اگلی صبح آٹھ نو بجے کے قریب حضرت مسیح موعودؑ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے موجودہ سکونتی مکان کی بنیادوں کا معائنہ کرنے کے لئے اس جگہ پر تشریف فرما تھے کہ ہم مہمانان موجودۃ الوقت بھی حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہو گئے۔ اسی وقت اُس مہمان نے آگے بڑھ کر کہا۔ حضور مَیں نے رات بیعت کر لی ہے۔ حضور نے ہنس کر فرمایا۔ بیعت کر لینا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ استقامت

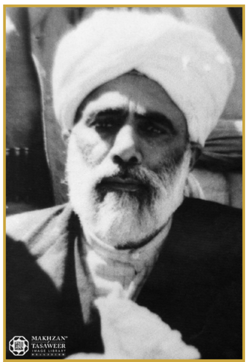

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحبؓ

اختیار کرنا اور اعمال صالحہ میں کوشش کرتے رہنا ضروری ہے۔ اسی طرح کی مختصر مگر موثر تقریر حضور نے فرمائی۔ حکمتِ الٰہی ہے کہ وہ شخص اگلے روز ہی ایسی باتیں کرنے لگا کہ گویا اس کو سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ایک دو روز تک دشنام دہی تک نوبت آ گئی اور اسی حالت میں وہ قادیان سے نکل گیا۔ (سیرت المہدی روایت نمبر 586)

ملازمت پر جانے کے بجائے قادیان ہی رہ گئے

حضرت مدد خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اپنے وطن میں رمضان المبارک کے مہینے میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس دفعہ قادیان میں جا کر روزے رکھوں اور عید وہیں پڑھ کر پھر اپنی ملازمت پر جاؤں۔ اُن دنوں مَیں ابھی نیا نیا ہی فوج میں جمعدار بھرتی ہوا تھا۔ (یہ فوج میں جونیئر کمیشن افسر کا ایک رینک ہوتا تھا) تو میری اس وقت ہر چند یہی خواہش تھی کہ اپنی ملازمت پر جانے سے پہلے میں قادیان جاؤں تا حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار حاصل کر سکوں اور دوبارہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کروں۔ کیونکہ میری پہلی بیعت 1895ء یا 96ء کی تھی۔ کہتے ہیں یہ بیعت جو تھی وہ ڈاک کے ذریعے ہوئی تھی۔ نیز میرا اُن دنوں قادیان میں آنے کا پہلا موقع تھا اس لئے بھی میرے دل میں غالب خواہش پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ضرور اس موقع پر حضور کا دیدار کیا جائے۔ اگر ملازمت پر چلا گیا تو پھر خدا جانے حضور کو دیکھنے کا شاید موقع ملے یا نہ ملے۔ لہٰذا یہی ارادہ کیا کہ پہلے قادیان ہی چلا جاؤں اور حضور کو دیکھ آؤں اور بعدہٗ وہاں سے واپس آ کر اپنی ملازمت پر چلا جاؤں۔ مَیں قادیان کو جان کر یہاں آیا لیکن جونہی یہاں آ کر میں نے حضور کے چہرہ مبارک کا دیدار کیا تو میرے دل میں یکلخت یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر مجھ کو ساری ریاست کشمیر بھی مل جائے تو بھی مَیں آپ کو چھوڑ کر قادیان سے باہر ہرگز نہ جاؤں۔ یہ محض آپ کی کشش تھی جو مجھے واپس نہ جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ میرے لئے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر قادیان سے باہر جانا بہت دشوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آپ کو دیکھتے ہی سب کچھ بھول گیا۔ میرے دل میں بس یہی ایک خیال پیدا ہو گیا کہ

اگر باہر کہیں تیری تنخواہ ہزار روپیہ بھی ہوگئی تو کیا ہوگا؟ لیکن تیرے باہر چلے جانے پر پھر تجھ کو یہ نورانی اور مبارک چہرہ ہرگز نظر نہ آئے گا۔ مَیں نے اس خیال پر اپنے وطن کو جانا ترک کر دیا اور یہی خیال کیا کہ اگر آج یا کل تیری موت آجائے تو حضور ضرور ہی تیرا جنازہ پڑھائیں گے جن سے تیرا بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور اللہ بھی راضی ہو جائے گا۔ اور قادیان میں ہی رہنے کا ارادہ کر لیا۔ میرا یہاں پر ہر روز کا یہی معمول ہو گیا کہ ہر روز ایک لفافہ دعا کے لئے حضور کی خدمت میں آپ کے دَر پر جا کر کسی کے ہاتھ بھجوا دیا کرتا مگر دل میں یہی خطرہ رہتا کہ کہیں حضور میرے اس عمل سے ناراض نہ ہو جائیں اور اپنے دل میں یہ محسوس نہ کریں کہ ہر وقت ہی تنگ کرتا رہتا ہے۔ لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ وہ اس لئے کہ ایک روز حضور نے مجھے تحریراً جواب میں فرمایا کہ آپ نے بہت ہی اچھا رویہ اختیار کر لیا ہے کہ مجھے یاد کراتے رہتے ہو جس پر میں بھی آپ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کرتا رہتا ہوں۔ انشاء اللہ پھر بھی کرتا رہوں گا۔

(خطبہ جمعہ 11رمئی 2012ء)

یعنی ایک مقناطیس کی طرح سعید روحوں کی فطرت مسیح محمدی کی صحبت میں کھنچی چلی آئی اور پھر وہ قادیان کے ہو رہے۔

ہر ایک کو ٹھہرنے کا نہیں فرماتے تھے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ عام طور پر حضرت اقدسؑ سے جب باہر سے آئے ہوئے دوست واپسی کی اجازت طلب کرتے تو بار بار آپ اُن کو جلدی جلدی آتے رہنے کی تاکید فرماتے اور بعض وقت فرمایا کرتے تھے کہ ابھی اَور ٹھہرو۔ ایسے اصحاب کو جن کے متعلق حضور انور کو خیال ہوتا کہ وہ ابھی اَور ٹھہرنے کی گنجائش رکھتے ہیں۔ (ہر ایک کو نہیں کہتے تھے، جن کے بارہ میں خیال تھا کہ یہ ٹھہر سکتے ہیں اُن کو فرماتے تھے کہ ابھی اور ٹھہرو۔) گویا دوستوں کو حضور انور سے جدا ہونا بہت شاق گزرتا تھا۔

(خطبہ جمعہ 11رمئی 2012ء)

قادیان میں رہنے کی برکات

آپؑ قادیان میں رہنے اور آپؑ کی صحبت کی برکات کے حوالے سے فرماتے ہیں: ''آپ نے جو آج مجھ سے بیعت کی ہے یہ تخم ریزی کی طرح ہے۔ چاہیئے کہ آپ اکثر مجھ سے ملاقات کریں اور اس تعلق کو مضبوط کریں جو آج قائم ہوا ہے۔ جس شاخ کا تعلق درخت سے نہیں رہتا وہ آخر خشک ہو کر گر جاتی ہے''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 37، 38 ایڈیشن 1984ء)

فرمایا: ''ہمیں بہت افسوس ہے کہ بعض لوگ کچے ہی آتے ہیں اور کچے ہی چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اُن کا فرض ہے کہ یہاں آ کر چند روز رہیں اور اپنے شبہات پیش کر کے پختگی حاصل کریں تو پھر ان سے دوسرے مخالف اور عیسائی ایسے بھاگیں گے جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 283، 284 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا: ''زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔ ایک دن آنے کا ہے اور ایک دن جانے کا ہے معلوم نہیں کب مرنا ہے۔ علم ایک طاقت انسان کے اندر ہے۔ اس کے اوپر وساوس اور شبہات پڑتے ہیں۔ عادتوں کے کیڑے مثل برتن کی میل کی طرح انسان کے اندر چمٹے ہوئے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (التوبۃ:119)۔ پس اگر آپ چند روز یہاں ٹھہر جاویں تو اس میں آپ کا کیا حرج ہے؟ اس طرح ہر ایک بات کا موقعہ آپ کو مل جائے گا دنیا کے کام تو یونہی چلے چلتے ہیں۔ اور کبھی ختم نہیں ہوتے۔

کارِ دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

بہت لوگ ہمارے پاس آئے اور جلد رخصت ہونے لگے۔ ہم نے ان کو منع کیا مگر وہ چلے گئے۔ آخر کار پیچھے سے انہوں نے خط روانہ کیے کہ ہم نے گھر پہنچ کر بنایا تو کچھ نہیں اگر ٹھہر جاتے تو اچھا ہوتا اور انہوں نے یہ بھی لکھا کہ ہمارا جلدی آنا ایک شیطانی وسوسہ تھا''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 263 ایڈیشن 2016ء)

پس نیک بخت وہی تھے جنہوں نے حضرت اقدسؑ کی صحبتِ صالح میں حق کو پہچانا اور آپؑ کے منشا اور مراد کے مطابق قادیان میں رہ کر فیض حاصل کیا اور حقیقت میں دنیا و آخرت میں فلاح پا گئے۔ یہ دعوت مخالفین کے لیے بھی کھلی تھی اور ان کے مخالفت پر قائم رہنے کی ایک بڑی وجہ قادیان نہ آنا اور مسیح موعودؑ کی صحبت کو نظر انداز کرنا ہے۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ نفس کے لیے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کیے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔ ہم افسوس سے کہتے کہ ہمارے مخالف اسی صحبت کے نہ ہونے کی وجہ سے محروم رہ گئے۔ اگر وہ ہمارے پاس آکر رہتے۔ ہماری باتیں سنتے تو ایک وقت آجاتا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کر دیتا اور وہ حق کو پالیتے لیکن اب چونکہ اس صحبت سے محروم ہیں اور انہوں نے ہماری باتیں سننے کا موقع کھو دیا ہے اس لیے کبھی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ دہریے ہیں۔ شراب پیتے ہیں، زانی ہیں اور کبھی یہ اتہام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ! پیغمبر خدا ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ صحبت نہیں اور یہ قہر الٰہی ہے کہ صحبت نہ ہو۔ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب صلح حدیبیہ کی ہے تو صلح حدیبیہ کی مبارک ثمرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کو آپ کے پاس آنے کا موقع ملا اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کی باتیں سنیں تو ان میں سے صدہا مسلمان ہو گئے۔ ... غرض یہ بڑی ہی بدنصیبی ہے اور انسان اس کے سبب سے محروم ہو جاتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا: كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لیے ایک راست باز کی صحبت میں رہ کر انسان راست بازی سیکھتا ہے اور اس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے اس کی صحبت میں صدق دل سے رہ کر

وہ خداتعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو ایمان کے بڑھانے کے ذریعے ہیں‘‘۔
(الحکم 10 جنوری 1904ء صفحہ 4)

آج کی ضرورت

آج بھی قادیان جانے کی اُسی طرح ضرورت ہے جیسے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تھی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مصلح موعودؓ کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

آج جب ہم دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھتے ہیں کہ دنیا کے بہت سارے ممالک میں سے لوگ وہاں قادیان پہنچتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت کا بیشتر حصہ اس وقت ہندوستان میں ہے (اور اب پاکستان اور ہندوستان ملا کے) اور اس میں سے بھی زیادہ تر مَردوں کی ایک تعداد ہے جو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچ سکتی ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ترقی کے شروع ہونے پر ست ہو جاتے ہیں۔(یہ غور کرنے والی اصل چیز ہے۔) اور سمجھتے ہیں کہ اب جماعت بہت ہو گئی۔ایسے لوگوں کو مَیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔مَیں نے دیکھا ہے کہ جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آ جاتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا ہمیں قادیان کی سیر کے لئے لے چلو۔اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہو کر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہو جاتے ہیں۔پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متاثر ہوتا ہے اور جلسہ سالانہ پر آ کر وہ نہ صرف ایک مذہبی مظاہرہ دیکھتا ہے بلکہ اپنی طبیعت کی جدّت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے اور یہ اجتماع اس کے لئے دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔(اب جو قادیان جاسکتے ہیں، Afford کر سکتے ہیں، ان کو تو جانا چاہئے۔لیکن جو اپنے ملکی جلسے ہیں ان میں بھی ضرور شامل ہونا چاہئے۔) فرمایا کہ غرض جو باپ جلسے پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کر دیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ سالانہ پر لانے کا محرّک ہو جاتا ہے جس کے بعد دوسرا قدم وہ اٹھتا ہے جس کا میں نے ذکر کیا۔پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کر دینا جسے توڑا جاسکتا ہو یا جس کا علاج کیا جا سکتا ہو صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔(حضرت مسیح موعودؑ کا جو حکم ہے کہ جلسے پر آؤ۔ وہ صرف اس کی نافرمانی نہیں کر رہے بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم کر رہے ہوں گے۔ہندوستان کے احمدیوں کو خاص طور پر کوشش کر کے قادیان آنا چاہئے۔آپ نے فرمایا کہ) حقیقت تو یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ ہماری جماعت میں ابھی مالدار لوگ داخل نہیں ہوئے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جلدی سے جانے کے لئے جو وسائلِ سفر ہیں وہ اتنا خرچ چاہتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے احمدیوں کے لئے ان ایام میں قادیان پہنچنا مشکل ہے۔لیکن اگر کسی زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بڑے مالدار ہماری جماعت میں شامل ہو جائیں یا سفر کے جو اخراجات ہیں ان میں کچھ کمی ہو جائے اور ہر قسم کی سہولت لوگوں کو میسر آ جائے تو دنیا کے ہر گوشے سے لوگ اس موقع پر آئیں گے۔آج سے ساٹھ سال پہلے بڑا مشکل لگ رہا تھا کہ دنیا کے غیر ممالک سے لوگ قادیان نہیں آسکتے لیکن آج جب ہم اس حوالے سے دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا کتنا فضل ہے۔
(خطبہ جمعہ 25 دسمبر 2015ء)

پس اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ ہم اس پاک بستی کی برکات کو اپنے اندر سمیٹنے والے ہوں اور ہم اور ہماری نسلیں اسلام احمدیت اور نظامِ خلافت کے ساتھ جڑی رہیں، آمین۔

رکھ اپنی رسم و راہ کسی دیدہ ور کے ساتھ

رکھ اپنی رسم و راہ کسی دیدہ ور کے ساتھ
اور بیٹھ اٹھ ہمیشہ تو اہلِ نظر کے ساتھ
کھوٹے کھرے میں فرق کی جس کو نہیں تمیز
کر دوستی کبھی نہ تو اس بے خبر کے ساتھ
بگڑے کبھی نہ تیرا مقدّر خدا کرے
پالا پڑے تجھے نہ کسی بد گہر کے ساتھ
خود بڑھ کے پیش قدمی کو آتی ہیں منزلیں
ذوقِ سفر بھی ہو اگر عزم سفر کے ساتھ
ممکن نہیں کہ چین و سکوں ہو اسے نصیب
الجھا لیا ہے جس نے بھی دل سیم و زر کے ساتھ
ہے جستجو وفا کی تو اے دوست دل لگا
اس ربّ کائنات شہ بحر و بر کے ساتھ
ہیں وہ تو اس کی ایک تجلّی کے شاہکار
دوں کیا مماثلت اسے شمس و قمر کے ساتھ
پردے وہ خود ہی دیتا ہے یکسر سبھی اٹھا
جب آپ لَو لگانے پہ آئے بشر کے ساتھ
سچی دعا وہی ہے کہ جس میں ہو اے ندیم
دل بھی ترا گداز تری چشمِ تر کے ساتھ
منزل قریب آئی تو رستہ بدل لیا
اف توبہ! یہ سلوک شریکِ سفر کے ساتھ
واجب ہے تجھ پہ بندۂ مومن ہے تو اگر
حسنِ سلوک اپنے ہر اک ہمسفر کے ساتھ
صدیق اٹھ کہ وقتِ سحر اب قریب ہے
جاگ اٹھتا ہے نصیب دعائے سحر کے ساتھ

(مکرم مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب مرحوم)

محرّم، اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ

مکرم نصیر احمد حبیب صاحب، یو کے

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ(یونس 6) وہی ہے جس نے سورج کو ذاتی روشنی (والا) اور چاند کو نور (والا) بنایا ہے اور ایک اندازہ کے مطابق اس کی منزلیں بنائی ہیں تا کہ تمہیں سالوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو۔(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 38)

قرآن پاک میں اس کے علاوہ دیگر آیات کے تناظر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''ان آیاتِ قرآنیہ سے واضح ہے کہ تاریخ اور حساب کے ساتھ سورج اور چاند دونوں کا تعلق ہے۔اور یہ علوم کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے تھے اگرسورج اور چاند کا وجود نہ ہوتا... اسلام نے اپنی عبادات میں سورج اور چاند دونوں سے وقت کے اندازے کیے ہیں۔مثلاً دن بھر کی نمازوں کے اوقات اور روزے کی ابتدا اور اس کی افطاری وغیرہ کا تعلق شمسی نظام کے ساتھ ہے۔لیکن جہاں عبادات کسی خاص مہینہ سے تعلق رکھتی ہیں وہاں قمری نظام سے کام لیا گیا ہے۔جیسے رمضان اور ایامِ حج کے لیے قمری مہینوں کو اختیار کیا گیا ہے تا کہ دونوں عبادتیں سال کے ہر حصہ میں چکر کھاتی رہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 224)

جہاں تک اسلامی کیلنڈر کا تعلق ہے، اس کا آغاز سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔اس سے قبل قدیم رومی کیلنڈر تھے، پہلے آگسٹس اور پھر جولین نے ترمیم کی، اس کے بعد اس میں کئی بار ترمیم کی گئی۔آخری ترمیم پوپ گریگوری سیز دھم کے حکم سے ہوئی۔اس کے بعد ایک عیسائی راہب Dionysius Exiguus نے اس رومن کیلنڈر سے حضرت مسیح علیہ السلام کے پیدائش کے زمانہ سے قبل کے سال خارج کر کے اسے مسیحی سنہ قرار دے دیا۔(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 9)

جہاں تک اسلامی کیلنڈر کا تعلق ہے، اس کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ہوا۔مولانا شبلی لکھتے ہیں:

''اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ 16 ہجری میں حضرت عمرؓ کے سامنے ایک چیک پیش ہوئی جس پر صرف شعبان کا لفظ لکھا تھا۔حضرت عمر نے کہا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ گزشتہ شعبان کا مہینہ مراد ہے یا موجودہ۔اسی وقت مجلس شوریٰ منعقد کی۔تمام بڑے بڑے صحابہ جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش کیا گیا۔اکثر نے رائے دی کہ فارسیوں کی تقلید کی جائے۔چنانچہ ہرمزان جو خوزستان کا بادشاہ تھا اور اسلام لاکر مدینہ منورہ میں مقیم تھا طلب کیا گیا۔اس نے کہا کہ ہمارے ہاں جو حساب ہے اس کو ماروز کہتے ہیں اور اس میں مہینے اور تاریخ دونوں کا ذکر ملتا ہے۔اس کے بعد یہ بحث ہوئی کہ سنہ کی ابتدا کب سے قرار دی جائے۔حضرت علیؓ نے ہجرتِ نبوی کی رائے دی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔آنحضرت ﷺ نے ربیع الاوّل میں ہجرت فرمائی تھی۔سال میں دو مہینے آٹھ دن گزر چکے تھے۔اس لیے ربیع الاول سے آغاز ہونا چاہیے تھا۔لیکن چونکہ عرب میں سال محرّم سے شروع ہوتا ہے اس لیے دو مہینے آٹھ دن پیچھے ہٹ کر شروع سال سے سنہ قائم کیا''۔

(الفاروق جلد دوم صفحہ 108)

محرم الحرام سے اہم ترین واقعات

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے واپس آکر ذوالحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کے چند دن مدینہ میں قیام فرمایا، پھر محرم کے باقی ماندہ ایام میں خیبر کے لیے روانہ ہو گئے۔حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا بیان ہے ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ خیبر روانہ ہو گئے۔رات میں سفر طے ہو رہا تھا۔ایک آدمی نے عامر سے کہا، اے عامر، کیوں نہ ہمیں اپنے نوادرات سناؤ۔عامر شاعر تھے وہ سواری سے اترے اور قوم کی حدی خوانی کرنے لگے۔

''اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے۔ہم تجھ پر قربان، تو ہمیں بخش دے۔جب تک ہم تقویٰ اختیار کریں، اور اگر ہم لڑکھڑائیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ، اور ہم پر سکینت نازل فرما۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ کون حدی خواں ہے؟ لوگوں نے کہا عامر بن اکوع۔آپ نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے۔قوم کے ایک آدمی نے کہا، اب تو ان کی شہادت واجب ہو گئی... صحابہ کرام کو معلوم تھا کہ جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کسی انسان کے لیے خصوصیت سے دعائے مغفرت کرتے تو وہ شہید ہو جاتا''۔

(صحیح مسلم بحوالہ مولانا صفی الرحمان مبارکپوری الرحیق المختوم صفحہ 575)

لشکر اسلام جب خیبر کے قریب مقام صہبا میں پہنچا تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔آنحضرت ﷺ نے یہاں ٹھہر کر نماز عصر ادا کی، پھر کھانا طلب فرمایا۔رسد کا ذخیرہ صرف ستو تھا، وہی آپ نے بھی پانی میں گھول کر نوش فرمایا۔رات ہوتے ہوئے اسلامی فوج خیبر پہنچ گئی۔عمارتیں نظر آئیں تو آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔پھر خدا کا نام لے کر یہ دعا مانگی، اے خدا ہم تجھ سے اس گاؤں کی، گاؤں والوں کی اور گاؤں کی چیزوں کی بھلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

(علامہ شبلی نعمانی سیرت النبیؐ حصہ اول صفحہ 444،445)

خیبر میں چھ قلعے تھے جن میں بیس ہزار سپاہی تھے۔ان سب میں قموص نہایت مضبوط اور محفوظ قلع تھا۔مرحب عرب

باقی صفحہ 48 پر

مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب مرحوم

مبارک بستی کی مبارک راہیں

وہ راہیں جو قدم قدم پر راہگیروں کو درس دیتی ہیں

قادیان کی مقدّس بستی کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ اس کی مٹی کے ذرّوں نے مسیحا (حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام) کے قدوم میمنت لزوم کو چوما اور بار بار چوما اور مقدّرات الٰہیہ کے تحت یہ قیمتی اور بیش بہا ذرّات ان مبارک قدموں کو عرصہ ہائے دراز تک چومتے چلے جانے کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے چلے گئے اسی لئے وہاں کی مٹی کا ذرّہ ذرّہ اور وہاں کے مکانوں کی اینٹ اینٹ مقدّس و بابرکت تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

اِس مقدّس بستی کے ظلّ کے طور پر پاکستان کی سرزمین کے ایک قطعۂ بے آب و گیاہ اور وادیٔ غیر ذی زرع کے لیے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز بننا مقدّر تھا۔ یہ زمین سرسبز و شاداب کھیتوں اور ان کے درمیان آباد دیہی بستیوں سے بہت دور بنجر و خشک پہاڑوں سے گھری ہوئی ایک الگ تھلگ ویران و بے آباد زمین تھی اور تھی بھی کلّر کی بہت دبیز چادر سے ڈھکی ہوئی جس میں درخت تو درکنار، گھاس کی پتّی بھی کہیں نظر نہ آتی تھی۔ نظر آتی بھی کیسے جبکہ یہ کلّر کی سفید چادر سے ڈھکی ہوئی شورہ زدہ کھاری مٹی سے اَٹی ہوئی تھی اس کی اتھاہ گہرائیوں میں سے پانی اگر کبھی نکلتا بھی تھا تو اس قدر کڑوا کہ زبان پر اس کا ایک قطرہ ٹپکاؤ تو یوں محسوس ہوتا کہ زبان کٹ گئی ہے۔ جی کڑا کر کے اگر ایک گھونٹ حلق سے نیچے اتار لو تو معدہ میں جلن اور انتڑیوں میں کھولن سے انسان بے کل و بے جان ہوئے بغیر نہ رہے۔

آبادیوں سے دور اس اُجاڑ زمین میں دن کے وقت سنّاٹے اور ہُو کا عالم ہوتا اور رات کو یہ زمین پہاڑوں پر سے اُتر آنے والے زہریلے سانپوں کا مسکن بن جاتی اور اس کا ماحول ان کی خوفزدہ کر دینے والی پھنکاروں سے گاہے بہ گاہے گونجتا رہتا تھا۔ دن کو بھی کوئی اس کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتا اور اس کے پہلو میں سے گزرنے والی سرگودھا لائلپور روڈ پر سے دم سادھے گزر جاتا اور دریائے چناب کے کنارے پہنچ کر ہی اس کے دم میں دم آتا۔

معلوم ہوتا ہے ایسی ہی سرزمین ہندوستان کے خطاب یافتہ نہایت مشہور و معروف شاعر جناب اختر الایمان کو بھی اپنی زندگی میں کبھی نظر پڑی تھی اور انہوں نے اُس کی ویرانی اور اُجاڑ بیابانی کیفیت کا ذکر خود اُس زمین کی زبانی اِن اشعار میں کیا تھا۔

مری تنہائیاں مانوس ہیں تاریک راتوں سے
مرے رخنوں میں ہے اُلجھا ہوا اوقات کا دامن
مرے سائے میں حال و ماضی رُک کر سانس لیتے ہیں
زمانہ جب گزرتا ہے بدل لیتا ہے پیراہن!
یہاں سرگوشیاں کرتی ہے ویرانی سے ویرانی
فسردہ شمع اُمید و تمنّا لَو نہیں دیتی
یہاں کی تیرہ بختی پر کوئی رونے نہیں آتا
یہاں جو چیز ہے ساکت، کوئی کروٹ نہیں لیتی!
یہاں شبنم کے قطروں میں نزاکت بھی نہیں ہوتی
یہاں بھیگی ہوئی راتوں میں ہنگامے نہیں ہوتے
یہاں اسرار ہیں، سرگوشیاں ہیں، بے نیازی ہے
یہاں مفلوج تر ہیں تیز تر بازو ہواؤں کے

(آبِ جو مصنفہ اختر الایمان)

ایسی ہی بنجر و ویران شورہ زدہ ہولناک تنہائیوں والی ایک بے آب و گیاہ زمین پر جو سرگودھا لائلپور روڈ کے کنارے ڈراؤنے پہاڑوں سے گھری اور دھتکاری ہوئی زمین تھی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مرکز بننا مقدّر تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کی نظرِ انتخاب کی انقلاب انگیز تاثیر

قیامِ پاکستان کے معاً بعد اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ مسیح موعودؑ کے فرزندِ موعود حضرت مصلح موعودؓ کی نظرِ انتخاب اِس دورِ اُفتادہ اور اُفتادزدہ زمین پر پڑی اور اس امر کے باوجود پڑی کہ یہ بالعموم دُنیا والوں اور بالخصوص چاروں اطراف دُور دُور رہنے والے وہاں کے قدیم باسیوں کی نگاہ میں سراسر بے مصرف و بیکار زمین تھی۔ اور اُن کے توہّم پرست خیالوں کے مطابق تو غولِ ہائے بیابانی بھوتوں پریتوں اور چھلاووں کا پُرخوف و پُرہَول مسکن تھی اور وہاں کسی انسان کا گزر ممکن نہ تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی نظرِ اِنتخاب پڑنے کی دیر تھی کہ دُنیا کی دُھتکاری اور اِظہارِ نفرت و بیزاری کی ماری ہوئی زمین کی قسمت جاگ اُٹھی۔ آپ نے صدیوں سے ناکارہ پڑی ہوئی یہ یکسر ناقابلِ کاشت اور ناقابلِ آباد زمین حکومت سے خرید لی۔ ایسی ناکارہ و بیکار زمین کا خریدنا خود حکومت کے لئے اچنبھے

سے کم بات نہ تھی۔ یہ زمین سرگودھا اور لائلپور کے ٹھیک درمیان میں دریائے چناب کے کنارے جانبِ سرگودھا پہاڑوں کے درمیان واقع تھی۔ دریا کے اُس پار چار پانچ میل کے فاصلہ پر چنیوٹ کا شہر آباد تھا۔

جب سودا مکمل ہو گیا تو حضرت مصلح موعودؓ کی زیر ہدایت اللہ والوں کے منتخب گروہ نے جو دُنیا والوں کی نگاہ میں دیوانے لیکن خدائے علیم وخبیر کے نزدیک عقلمند اور فرزانے تھے، سنگلاخ پہاڑوں سے گھری ہوئی اِس آسیب زدہ زمین کے پُرہول ماحول میں ڈیرے آ لگائے۔ وہ دریا کے کنارے بنے ہوئے ایک بنگلہ نما بوسیدہ غیر آباد عمارت کے اندر زمین پر دھونی رَما بیٹھے محض اِس آسرے پر کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ یہ اُنہی دیوانوں میں سے چند تھے (درجن بھر سے کچھ زائد) جن کے متعلق جماعت احمدیہ کے اِس نئے مرکز کے بانی حضرت مصلح موعودؓ نے 1946ء میں جبکہ ابھی پاکستان معرضِ وجود میں آیا بھی نہ تھا، فرمایا تھا:

تعریف کے قابل ہیں یاربّ تیرے دیوانے
آباد ہوئے جن سے دُنیا کے ہیں ویرانے

یہ بظاہر دیوانوں لیکن خدا کی نگاہ میں فرزانے قرار پانے والوں کا مقدمۃ الجیش کا درجہ رکھنے والا ایک منتخب گروہ ہی تھا جنہوں نے انجمن کی طرف سے زمین خریدے جانے کے بعد اس کا قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے نہ صرف اس ویرانے کو آباد کر کے یہاں سے علم وعرفان کے چشمے بہانے تھے بلکہ دُنیا کے نام نہاد فرزانوں نے جن شہروں کو عشرت کدے تعمیر کر کے بگاڑ کر رکھ دیا ہے، انہی حقیقی فرزانوں نے اُن بظاہر آباد ویرانوں کو حقیقی آبادیوں میں تبدیل کر دکھانا ہے۔ ایسی حقیقی آبادیوں میں جہاں عشرت کدوں کی جھنکار اور ناؤ ونوش نیز ہاؤہُو کی بے ہنگم پکار کہیں سنائی نہ دے بلکہ ان کی بجائے وہاں سے خدائے واحد کی تکبیر وتحمید اور اس کے افضل الرسل کے تاقیامت جاری وساری فیضان کے طفیل آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والی پاکیزہ آوازیں بلند ہوں۔

اِسی لئے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ان دیوانوں یعنی حقیقی فرزانوں کے متعلق فرمایا تھا؛

فرزانوں نے دُنیا کے شہروں کو اجاڑا ہے
آباد کریں گے اب دیوانے یہ ویرانے

دُنیا کے فرزانوں کو مات کر دینے والے ایک درجن سے زائد نمائندہ دیوانے

بہرحال مذکورہ بالا ناکارہ و پرہول قطعہ زمین میں حضرت مصلح موعودؓ کی آواز پر لبیک کہنے والے ایک درجن سے زائد دیوانوں نے اگست 1948ء میں اللہ کے بھروسے پر آ ڈیرے ڈالے۔ دریائے چناب کے کنارے وہاں پہلے سے تعمیر شدہ پُل کے پہلو میں دو بوسیدہ بنگلے تھے۔ ایک بنگلے میں دریائے چناب کے پل کی حفاظت پر مامور فوج مقیم تھے۔ دوسرا ٹوٹا پھوٹا انتہائی بوسیدہ بنگلہ غیر آباد تھا۔ اُسے صاف کر کے رہن بسیرا کے طور پر یہی ان کا اوّلین مسکن ٹھہرا۔ وہ دن کو خرید کردہ زمین پر گھومتے پھرتے حالات کا جائزہ لیتے اور رات کو اپنے اِس اوّلین ٹھکانے پر آ بسیرا کرتے۔ یہ پہلا گروپ ضلع مظفر نگر کے بعض علاقوں کے نمائندوں پر مشتمل تھا۔ ان کے کھانے پینے کا بندوبست انجمن نے احمد نگر میں تین چار ہزار روپے کی گندم سٹور کر کے کر دیا تھا۔ کھانا یہ لوگ خود پکایا کرتے تھے سبزی اور ضرورت کی دوسری چیزیں چنیوٹ جا کر اس قلیل الاؤنس سے خرید کر لاتے جو انہیں 27 روپے چند آنے فی کس کے حساب سے ملتا تھا۔ اس میں سے چندہ جات کی رقوم منہا ہو جایا کرتی تھیں۔ اس اوّلین گروپ میں یوپی کے دو مہاجر تایازاد بھائی مکرم عبدالرّزاق خان اور مکرم عبدالکریم خاں، سیالکوٹ کے مکرم ناصر احمد اور مکرم غلام رسول، لاہور کے مکرم ریاض احمد اور مکرم لطیف احمد، سندھ کے مکرم محمد علی اور ان کے ایک ساتھی، صوبہ سرحد کے مکرم مبارک احمد خان آف مردان اور مکرم خالد احمد خان نیز کشمیر کے مکرم عبدالرحمٰن اور مکرم عبداللہ شامل تھے۔ ان بارہ اصحاب کے استاد مکرم ممتاز احمد صاحب بنگالی بھی ان کے ساتھ تھے۔ دراصل یہ دیہاتی مبلغین کا ایک گروپ تھا جو گروپ نمبر 4 کہلاتا تھا اس گروپ کے افراد نے اس ویرانے کو آباد کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ ہر ممکن احتیاط کے باوجود مکرم عبدالرزاق صاحب کو ایک رات ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا۔ احتیاطی تدابیر کے باوجود جب زہر نے جسم میں پھیل کر اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو انہیں لاہور بھجوایا گیا جہاں جماعت نے اُنہیں میو ہسپتال میں داخل کرا کے علاج کرایا۔ وہ بحمداللہ صحت یاب ہو گئے لیکن اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی بجائے پھر اُس زمین میں جو سانپوں اور دُنیا والوں کے نزدیک بھوتوں پریتوں کا مسکن تھی، واپس اپنے ساتھیوں اور اُستاد محترم کے ساتھ جا ملے۔ اِس طرح انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ خدا کی راہ میں کسی مشکل یا مصیبت حتیٰ کہ موت سے ڈرنے والے نہیں کیونکہ جس مردِ خدا نے انہیں وہاں بھجوایا تھا اس نے اپنے جملہ متبعین کو یہی سبق دیا تھا کہ

یہ عشق ووفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اِس راہ میں جان کی کیا پرواہ ہے جاتی ہے تو جانے دو
جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی اُن سے ڈرتی ہے
تم سچّے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو

اِس میں کیا شک ہے یہ سب سچّے مومن تھے جان اُنہوں نے ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی اور موت کا اُنہیں کوئی خوف نہ تھا بلکہ موت خود اُن سے ڈرتی تھی۔ اُس لق ودق صحرائی قطعہ زمین میں جو سانپوں کا مسکن تھا اور جہاں گھاس کی ایک پتّی بھی نہ اُگتی تھی اور جہاں دور دور تک پینے کا پانی بھی میسّر نہ تھا یہ اللہ کے بے خوف ونڈر بندے ڈٹے رہے اور دِل میں ٹھان لی کہ اگر اس میں جان بھی جاتی ہے تو چلی جائے، ان کے مرنے سے عشق ووفا کے کھیت تو لہلہانے لگیں گے۔ مکرم عبدالرزاق خاں صاحب نے ''تعمیر مرکز'' ربوہ کے ابتدائی حالات کے نام پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا پیش لفظ محترم سیّد عبدالحیٔ شاہ صاحب (سابق ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان) نے تحریر فرمایا ہے۔ یہ بہت سادہ اور بے ساختہ زبان میں لکھی ہوئی اور بہت سے ایمان افروز واقعات پر مشتمل کتاب ہے۔

(باقی آئندہ)

قسط نمبر 11

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

قائم علی

13 مئی 1905ء ''خواب میں دیکھا کہ جیسا ہم ایک عدالت میں ہیں اور ایک مقدمہ ہے۔ شبہ گذرتا ہے کہ مجسٹریٹ ایک شخص ڈپٹی قائم علی ہے اور اس کا سررشتہ دار ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم ہیں اور ہم تینوں ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم مدعی ہیں اور مدعا علیہ کو بلوانا ہے۔ مجسٹریٹ نے سررشتہ دار کے کان میں کچھ کہا جس کو ہم نے بھی سن لیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ 25 روپے طلبانہ داخل کردیں اور فریقِ ثانی کو بلایا جاوے۔ ہم نے جیب سے 25 روپے دے دیئے اور فریقِ مخالف کو طلب کیا گیا۔''

''فرمایا۔ قائم علی میں ''علی'' خدا کا نام ہے اور اس سے مراد علوّ مرتبہ اور غلام قادر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کچھ کام کرنا چاہتا ہے اور طلبانہ سے مراد کچھ ابتلاء اور تکلیف ہے۔ یعنی قدرتِ خداوندی سے کامیابی ضرور ہماری ہے لیکن اُس میں کچھ درمیانی تکلیف مقدر ہے۔ جیسا کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء اللہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے''۔ (تذکرہ صفحہ 512 طبع 2023ء)

قبر

فجر کی نماز کے بعد فرمایا: ''نماز سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خرید لی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔ پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسر صلیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب ان پر لکھی جائے۔ یہ سن کر مولوی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ میں جاتا ہوں۔ مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جائے میں نے کہا کہ خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو یہ خواب ہے جو میں نے سنایا۔

اور فرمایا کہ ''اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو سو خدا تعالیٰ نے آج اس کی تائید کردی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کر کے لائے گا وہ قطعی بہشتی ہے۔

(تذکرہ صفحہ 410، 411 طبع 2023ء)

قلم

''مَیں نے ایک قلم لکھنے کے واسطے اٹھائی ہے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کی ایک زبان ٹوٹی ہوئی ہے تو مَیں نے کہا کہ محمد افضل نے جو پَر (نب) بھیجے ہیں ان میں سے ایک لگادو۔ وہ پَر تلاش کئے جارہے ہیں کہ اس اثناء میں میری آنکھ کھل گئی''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 276 ایڈیشن 2018ء)

قیامت

قیامت کی خبر سننا: اس سے مراد یہ ہے کہ دینداروں کی فتح ہوگی اور دشمنوں کو ذلت۔ کیونکہ قیامت کو بھی یہی ہونا ہے۔

قرآن شریف میں ہے کہ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ (الشوریٰ:8)

یہ اسی دن ہوگا دنیا کی رنگارنگ کی وبائیں بھی قیامت ہی ہیں۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 36 ایڈیشن 2018ء)

کامیابی

... محمد صادق نے اپنے دو خواب سنائے۔ جن میں سے ایک نور کے کپڑوں کا ملنا اور دوسرے میں حضرت اقدسؑ کے دیئے ہوئے مضمون کا خوشخط نقل کرنا تھا جس کی تعبیر حضرت اقدس نے کامیابی مقاصد فرمائی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 245 ایڈیشن 2018ء)

ایک رؤیاء اور اس کی تعبیر

''ہمارے ایمان کی تجدید و تقویت کے لئے ایک نشان یہ ظاہر ہوا کہ ظہر کے وقت اچانک یہ خط[1] آتا ہے اور صبح حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوتی ہے کہ حضرت ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند سلمہا اللہ تعالیٰ گویا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں۔ حضرت اقدس رؤیاء میں عاجز راقم عبدالکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا تھا۔ فرماتے ہیں کہ ملکہ معظّمہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے۔ ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔

اس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الٰہی شامل ہوئی کرتی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ملکہ معظّمہ کا اسم مبارک وکٹوریہ ہے، جس کے معنی ہیں مظفرہ منصورہ اور نیز چونکہ اس وقت حضرت ملکہ معظّمہ کل روئے زمین کے سلاطین میں سب سے زیادہ کامیاب اور خوش نصیب ہیں، اس لئے آپ کا مہربانی کے لباس میں آپ کے مکان میں تشریف لانا بڑی برکت و کامیابی کا نشان ہے۔ خدا کا علم و قدرت دیکھیے۔ ظہر کے وقت اس رؤیا کی صحیح تعبیر پوری ہوگئی۔ اللہ اللہ! اس سے زیادہ نصرت کیا ہے ایسے سامان مل رہے ہیں کہ جن سے دنیا کے کل نصاریٰ پر خدا کی روشن حجت پوری ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 280 ایڈیشن 2018ء)

1- ملفوظات جلد اوّل میں اس خط کے حوالہ سے لکھا ہے: اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقے میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترہ کے نام ہے۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 279، ایڈیشن 2018ء)

کامیابی/شربت

26 ستمبر کی صبح کو بعد نماز فجر حضرت اقدس نے فرمایا: ''اب میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی خواب بھی آتا ہے، تو میں اسے اپنی ذات یا نفس سے مخصوص نہیں سمجھتا، بلکہ اسلام اور اپنی جماعت ہی کے متعلق سمجھتا ہوں اور میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اپنے نفس کا ذرا بھی خیال نہیں ہوتا۔ چنانچہ رات میں نے دیکھا کہ ایک بڑا پیالہ شربت کا پیا۔ اس کی حلاوت اس قدر ہے کہ میری طبیعت برداشت نہیں کرتی۔ بااِیں ہمہ میں اس کو پیے جاتا ہوں اور میرے دل میں یہ خیال بھی گزرتا ہے کہ مجھے پیشاب کثرت سے آتا ہے۔ اتنا میٹھا اور کثیر شربت میں کیوں پی رہا ہوں۔ مگر اس پر بھی میں اس پیالے کو پی گیا۔ شربت سے مراد کامیابی ہوتی ہے اور یہ اسلام اور ہماری جماعت کی کامیابی کی بشارت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جس قدر تعلقات انسان کے وسیع ہوتے ہیں، اسی قدر سلسلہ اس کے خواب کا بلحاظ تعلقات وسیع ہوتا جاتا ہے مثلاً اگر کلکتہ کا کوئی ایسا شخص ہو، جس کو ہم جانتے بھی نہیں، تو اس کے متعلق کوئی خواب بھی نہ آئے گی؛ چنانچہ کئی سال پہلے جب مجھے صرف چند آدمی جانتے تھے، اس وقت جو خواب آتی تھی وہ ان تک ہی محدود تھی اور اب کئی ہزار سے تعلق رکھتی ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 251،250 ایڈیشن 2018ء)

کان

11 مارچ 1903ء (قبل از عشاء) ایک نے خواب بیان کی کہ کان میں اس نے کچھ بات سنی ہے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ:۔

داہنا کان دین ہوتا ہے اور بایاں دنیا۔ کان میں بات کا ہونا بشارت پر محمول کیا جاتا ہے۔

پھر ایک ذکر فرمایا کہ:۔

جو خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے ایک دن کامیاب ہو ہی جاتا ہے ہاں تھکے نہ۔ کیونکہ خدا کے واسطے لہریں ہوتی ہیں جیسے باد نسیم چلتی ہے۔ ویسے رحمت کی نسیم بھی اپنے وقت پر چلا کرتی ہے۔ انسان کو ہمیشہ طیار رہنا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 299، 298 ایڈیشن 2018ء)

کرشنؑ

شام کے وقت حضرت اقدس نے ذیل کی رؤیا بیان فرمائی کہ:۔

ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر مَیں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ کرشن جی کہاں ہیں؟ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور دینے لگے اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا

ہے کرشن جی رَودِر گوپال

(یہ ایک عرصہ دراز کی رؤیا ہے)

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 293 ایڈیشن 2018ء)

کھانسی کا علاج

(بوقت ظہر) حضور نے تشریف لا کر مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو فرمایا کہ

مَیں نے رات کو خواب دیکھا کہ آپ میرے سامنے جائفل اور ایک گانٹھ نہیں معلوم سپاری کی یا سونٹھ کی پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ کھانسی کا علاج ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد مجھے دو گھنٹے تک کھانسی سے بالکل آرام رہا حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کھانسی دم نہ لینے دیتی تھی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 164 ایڈیشن 2018ء)

گالی

ایک صاحب نے ایک خواب سنایا کہ ایک شخص اسے گالیاں دے رہا ہے حضور نے تعبیر دی کہ

جو شخص خواب میں گالی دینے والا ہوتا ہے وہ مغلوب ہوتا ہے اور جس کو گالی دی جاتی ہے وہ غالب ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 372 ایڈیشن 2018ء)

گلا: گلا کاٹنے کی تعبیر

حضرت مسیح موعودؑ نے آئینہ کمالاتِ اسلام کے عربی حصہ میں اپنا ایک طویل رؤیا بیان فرما کر اس کی تعبیر بھی بیان فرمائی ہے جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

’’اور (ایک مرتبہ) مَیں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مَیں نے کسی مقصد کے لئے جانے کی غرض سے اپنے گھوڑے پر زین ڈالی ہے اور یہ بات مَیں نہیں جانتا تھا کہ کدھر اور کس مقصد کے لئے جانے کی تیاری کر رہا ہوں۔ ہاں مَیں اپنے دل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ مَیں کسی خاص بات کے شغف اور اشتیاق کی وجہ سے یہ تیاری کر رہا ہوں اور مَیں نے کچھ ہتھیار لگا لئے اور صالحین کے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے چُستی کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد مَیں نے ایسا محسوس کیا کہ گویا مجھے کچھ سواروں کا پتہ لگا ہے جو مسلّح ہیں اور مجھے ہلاک کرنے کی غرض سے میرے مکان پر چڑھائی کر کے آئے ہیں اور مَیں تن تنہا ہوں اور ان ہتھیاروں کے سوا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پناہ کے طور پر دیئے گئے تھے کوئی خود وغیرہ بچاؤ کا سامان میرے پاس نہیں تھا اور میدانِ مقابلہ سے پیچھے ہٹ رہنا اور ڈر کر اندر بیٹھے رہنا بھی گوارا نہ ہوا اس لئے مَیں اپنے اس اہم مقصد کے لئے جو میرے پیشِ نظر تھا اور دین و دنیا کے حق میں بہترین نتائج پیدا کرنے والا تھا۔ اپنی پوری طاقت اور کوشش کے ساتھ تیزی سے ایک طرف چل پڑا۔ اسی اثناء میں اچانک مجھے ہزار ہا شاہ سوار نظر آئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور نہایت تیزی کے ساتھ میری طرف آ رہے تھے۔ مَیں انہیں دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ گویا مجھے غنیمت ملی ہے اور مجھے اپنے اندر دشمن کے مقابلہ کی طاقت محسوس ہونے لگی اور مَیں اس طرح پر ان کا پیچھا کرنے لگا جیسے شکاری لوگ شکار کا پیچھا کرتے ہیں۔ پھر مَیں نے اس کی حقیقتِ حال دریافت کرنے کے لئے اپنا گھوڑا ان کے پیچھے دَوڑایا اور مجھے یقین تھا کہ مَیں کامیاب ہوں گا۔ پھر مَیں ان کے قریب ہوا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ان لوگوں کے کپڑے بوسیدہ اور دریدہ ہیں۔ ان کی شکلیں مکروہ ہیں اور ان کی ہیئت مشرکوں کی سی اور لباس بدکردار لوگوں کا سا ہے اور مَیں نے دیکھا کہ وہ غارت ڈالنے کی غرض سے اپنے گھوڑے دوڑا رہے ہیں اور مَیں پورے غور اور توجہ سے ان کی شکلوں کو دیکھ رہا ہوں اور مَیں پہلوانوں اور بہادروں کی طرح تیزی سے ان کی طرف جا رہا ہوں اور میرا گھوڑا ایسا تیزی سے جاتا تھا کہ کوئی غیب سے اِسی طرح پر چلا رہا ہے جیسا کہ حُدِی خوان لوگ اونٹوں کو تیز چلاتے ہیں۔ مَیں اس کے قدموں کی خوبصورتی اور دلکشی کی وجہ سے بھی خوشی محسوس کرتا تھا۔ اس پر انہوں نے میری طاقت اور میری تدبیر میں مزاحم ہونے۔ میرے باغ کے پھلوں کو تلف کرنے اور درختوں کی بیخ کنی کرنے اور ان کو تباہ و برباد کرنے کے لئے اُن پر غارت ڈالنے کی غرض سے فوراً لوٹ کر میرے باغ کی طرف رُخ کیا۔ ان کے میرے باغ میں داخل ہونے اور گھس جانے کی وجہ سے مَیں گھبرایا اور مجھے سخت تشویش اور بے چینی پیدا ہوئی اور میری فراست نے بتایا کہ وہ لوگ میرے باغ کے پھلوں کو تباہ کرنا اور شاخوں کو توڑ دینا چاہتے ہیں اِس لئے مَیں دوڑ کر ان کی طرف بڑھا اور مَیں نے سمجھا کہ یہ وقت سخت خطرناک ہے اور میری زمین کو دشمنوں نے اپنا وطن بنا لیا ہے اور مَیں کمزور اور خوفزدہ لوگوں کی طرح اپنے دل میں خوف محسوس کرنے لگا۔ سو اِس بنا پر مَیں حقیقتِ حال معلوم کرنے کی غرض سے اپنے باغ کی طرف چل پڑا اور جب مَیں اپنے باغ میں داخل ہوا اور غور سے اُس میں نگاہ ڈالی اور اس میں ان کے مقام کی جگہ دریافت کرنے لگا تو مَیں نے دُور ہی سے دیکھا کہ وہ میرے باغ کے درمیانی صحن میں گرے پڑے اور مُردوں کی طرح پچھڑے پڑے ہیں۔ اِس پر میری گھبراہٹ جاتی رہی اور مجھے اطمینانِ خاطر حاصل ہو گیا اور مَیں نہایت خوشی کے ساتھ تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور جب مَیں ان کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ سب کے سب یکدم ذلّت کی حالت میں اور موردِ غضبِ الٰہی بن کر اس طرح پر مر گئے جیسے ایک شخص کا مرنا واقع ہوتا ہے اور ان کے چمڑے اتارے گئے اور اُن کے سروں کو کچل دیا گیا اور ان کے گلوں کو کاٹ دیا گیا اور اُن کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیئے گئے اور یکدم ان پر ایسی تباہی آئی جیسے کسی قوم پر بجلی گر کر ایک ہی دم میں اُسے نابود کر دیتی ہے اور وہ بھسم ہو گئے۔ اس کے بعد مَیں اُن کی ہلاکت کی جگہ پر جہاں وہ مقابلہ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے کھڑا ہوا اور میری آنکھوں سے آنسو کثرت سے بہہ رہے تھے اور مَیں نے (بارگاہِ الٰہی میں) عرض کیا کہ اے میرے ربّ میری جان تیری راہ پر فدا ہو تو نے مجھ ناچیز پر خاص کرم فرمایا ہے اور اپنے بندۂ درگاہ کی وہ نصرت فرمائی ہے جس کی نظیر اقوام میں نہیں مل سکتی۔ اے میرے ربّ تُو نے پیشتر اس کے کہ دو فریق باہم جنگ کرتے اور دو حریف کارزار کو عمل میں لاتے اور دو مرد میدانِ کارزار میں کارفرما ہوتے، اپنے ہاتھوں سے ان کو قتل کر دیا۔ تُو جو چاہتا ہے کرتا ہے اور تیرے جیسا کوئی مدد دینے والا نہیں ہے۔ تُو نے ہی مجھے بچایا اور مجھے نجات بخشی۔ اے ارحم الراحمین اگر تو رحم نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ مَیں ان بلاؤں اور آفات سے نجات پاتا۔ پھر مَیں بیدار ہو گیا اور مَیں اس وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا اور اس کی طرف میری رُوح جھکی ہوئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے جو تمام مخلوق کا ربّ ہے۔ اور مَیں نے اس رؤیا کی یہ تعبیر کی کہ اس میں ظاہری اسباب اور انسانی کوششوں کے دخل کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور کامیابی کی بشارت ہے اور یہ کہ وہ مجھ پر اپنے انعام کو کامل کرنا اور مجھے اپنے فضلوں میں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اب میں تمہاری بصیرت افزائی کے لئے اس رؤیا کی تعبیر کھول کر بتاتا ہوں۔ اس میں سر کو کچلنے اور گلا کاٹنے سے مراد دشمن کے تکبّر کو اور اُن کے فخر و غرور کو توڑنا اور اُن میں انکسار پیدا کرنا ہے۔ اور اُن کے ہاتھوں کو کاٹنے سے مراد اُن کی مقابلہ کی قوت کو مٹانا۔ اُنہیں عاجز کر دینا اور چیرہ دستی سے اور مقابلہ کرنے سے روکنا اور ان سے لڑائی کے ہتھیار چھین لینا اور انہیں بستگی اور بے چارگی کی حالت میں کر دینا ہے۔ اور

پاؤں کاٹنے کے معنے اُن پر اتمامِ حجت کرنا اور بھاگ سکنے کی تمام راہیں اور فرار کے تمام دروازے بند کرنا اور انہیں پورے طور پر ملزم کرنا اور قیدیوں کی طرح کر دینا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو ہر ایک بات پر کامل قدرت رکھتا ہے جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہتا رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے شکست دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

(تذکرہ صفحہ 198 تا 202 حاشیہ ایڈیشن 2023ء)

گھڑی/ساعت

شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک ایسی چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں مثل جھیوروں کی بہنگی کے۔ میں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ پھر کسی نے میاں شریف احمد کو اس میں بیٹھا دیا اور اس کو چکر دینا شروع کیا۔ اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو تلاش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔

فرمایا کہ: خیال گذرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد وہ ساعت ہے جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 148، 149 ایڈیشن 2018ء)

گھوڑا: گھوڑا پر سواری کی تعبیر

7 اکتوبر 1904ء چودھری محمد علی خان صاحب اشرف ہیڈ ماسٹر بیرم پور نے بیان کیا کہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے) اسی مقدمہ کرم دین کی آخری پیشی پر تاریخ فیصلہ سے ایک دن قبل بوقت نماز عصر ... فرمایا کہ ہم نے رؤیا دیکھی ہے کہ ہم سفید گھوڑے پر سوار باہر سے گھر کو آ رہے ہیں۔ (مفہوم) اور ہمارے گھر والے یہ الفاظ کہہ رہے ہیں کہ ہمارا نقصان ہو گیا ہے (غالباً روپوں کا) تو میں نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ میں تو سلامت آ گیا ہوں۔ اس رؤیا کی تعبیر آپؑ نے یہ فرمائی کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ منصف (جو بے حد متعصب آریہ ہے اور آنحضورؐ کے خلاف فیصلہ دینے پر تلا ہوا ہے) ہمیں جرمانہ وغیرہ کی سزا دے گا اور دوسری قسم کی سزا نہ دے سکے گا۔ بالآخر عدالت عالیہ سے ہم بری ثابت ہوں گے اور اس کی شرارتوں سے بچ کر سلامت رہیں گے چنانچہ دوسرے دن یہی وقوعہ پیش آیا کہ منصف نے آپ کے خلاف جرمانہ کا حکم سنایا جو اُسی وقت ادا کیا گیا۔ اور اپیل کرنے پر جرمانہ بھی معاف ہو گیا''۔ (تذکرہ صفحہ 769 ایڈیشن 2023ء)

گورنر جنرل

مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے گزشتہ رات کے خواب کا ذکر کیا۔ جو صبح پورا ہوا۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ''جس چیز کا وجود نہیں اور وہ چیز موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے اس کی خبر دے دیتا ہے۔ دہریہ لوگ کیوں اس پر غور نہیں کرتے۔''

فرمایا: ''مجھے الہام ہوا ہے۔ گورنر جنرل کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ گیا''۔

فرمایا: ''گورنر جنرل سے مراد روحانی عہدہ ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 417 ایڈیشن 2018ء)

گوشت: گوشت غم پر دلالت کرتا ہے۔

رؤیا۔ مَیں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں (مرتد دشمن) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحٰق (زوجہ میر ناصر نواب صاحب) اُس کو اپنے گھر میں بُلاتی ہیں مگر مَیں نے اُسے اندر نہیں آنے دیا اور مَیں نے کہا کہ مَیں نہیں آنے دیتا۔ اِس میں ہماری بے عزتی ہے

دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مُراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آ سکا یعنی خدا نے اُس بلا کو ٹال دیا۔ پھر الہام ہوا: اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ (ترجمہ) مَیں ان سب کی حفاظت کروں گا جو اِس گھر میں ہیں۔

علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دکھایا گیا جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے جو کہ ٹوٹ گیا ہے۔ یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن خواب کے تمام امور مُعلّق ہوتے ہیں اور دُعا سے ٹل سکتے ہیں۔ قطعی حکم نہیں ہوتا۔''

(تذکرہ صفحہ 636 ایڈیشن 2018ء)

لاحول

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اپنا ایک خواب عرض کیا کہ کوئی کہتا ہے مولوی صاحب کو خیر ہے۔ استغفار اور لاحول پڑھنا چاہیے اور پھر میں نے ایک آواز سنی سَلَامٌ عَلَیْکُمْ۔ فرمایا: ''لاحول سے یہ مراد ہے کہ بغیر فضل الٰہی کے کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ اور سلام علیکم سے مراد سلامتی ہے''۔ فرمایا: ''سب اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں جہاں حکم ہوتا ہے وہاں چڑھائی کرتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 247، 248 ایڈیشن 2018ء)

لال کپڑا: قبر پر لال کپڑا پڑا دیکھنا

''دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی قبر کے پاس تین اَور قبریں ہیں اور ایک قبر پر لال کپڑا ڈالا ہے۔''

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم تحریر کرتے ہیں ''لال کپڑے والی قبر کا نشان پورا ہو گیا'' دیر ہوئی الحکم میں رؤیا حضرت حجۃ اللہ کا شائع ہو چکا ہے کہ آپ نے بہشتی مقبرے میں تیسری قبر پر لال کپڑا دیکھا جس سے مراد یہ تھی کہ تیسری قبر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کے علاوہ عورت کی ہوگی۔ چنانچہ میاں مدد خان ملازم نواب محمد علی خان کی اہلیہ نے اس رؤیا کو پورا کر دیا جو 23 ستمبر 1906ء کو فوت ہوئی اور بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی۔ خدا مغفرت کرے۔

(تذکرہ صفحہ 553 ایڈیشن 2023ء)

لباس

آج صبح کو الہام ہوا۔ سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔ اس کے بعد تھوڑی سی غنودگی میں ایک خواب بھی دیکھا کہ ایک چوغہ سنہری بہت خوبصورت ہے۔ مَیں نے کہا کہ عید کے دن پہنوں گا۔ اس الہام میں عجب کا لفظ بتلاتا ہے کہ کوئی نہایت ہی مؤثر بات ہے۔ مَیں نے یہی سمجھا کہ چونکہ رات کو بہت منذر الہام ہوا تھا وہ تو پُورا ہو گیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اس کے بالمقابل بشارت دیتا ہے۔ کیسی رحیم کریم ذات ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 172 ایڈیشن 2018ء)

مرتّبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سب سخن کے جام بھرتے ہیں
اِسی سرکار سے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالسِ عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

☆ مؤرخہ 31 مئی 2026ء بروز اتوار، سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بیلجیم سے تعلق رکھنے والے واقفینِ نو کو شرفِ ملاقات حاصل ہوا جس میں ایک واقفِ نو نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ آج کل ADHD اور توجہ مرکوز کرنے کے مسائل عام طور پر بہت سے لوگوں میں دیکھے جاتے ہیں، اس ضمن میں آپ کی کیا نصیحت ہے؟

اس پر حضورِانور نے ADHD کے بارے میں عمومی تشخیص کے بڑھتے ہوئے رجحان اور بچوں کی فطری کیفیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ذرا سا کوئی بچہ ہائپر ہو جائے اور سائیکاٹرسٹ کے پاس چلے جاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ اسے ADHD ہو گیا یا Autistic ہو گیا یا فلاں ہو گیا۔ سائیکاٹرسٹ اس طرح کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ نارمل بچے ہوتے ہیں، Active بھی ہوتے ہیں، اس لیے ماں باپ کو ایسے بچوں کو نارمل سکولوں میں داخل کرانا چاہیے اور ان کو پڑھنے کا موقع دینا چاہیے اور تمہیں فکر نہیں کرنی چاہیے۔

اسی طرح حضورِانور نے ابتدائی غلط تشخیص اور اس کے بعد کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بعد میں جا کے بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو بچپن میں پتا نہیں لگا، بچے بڑے ہو گئے، تب ڈاکٹر ہمیں کہتا ہے کہ تمہیں تو ADHD یا تمہیں فلاں چیز تھی۔ ڈاکٹروں نے اپنا صرف پیسے کمانے کا ذریعہ بنایا ہوا ہے اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پھر حضورِانور نے مختلف معاشروں میں اس مسئلے کی حقیقت اور بچوں کی فطری نشوونما کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: تو بچے ہائپر ہوتے ہیں، کوئی بات نہیں، پاکستان میں یا دوسرے غریب ملکوں میں تو پتا بھی نہیں لگتا کہ بچے ہائپر ہو رہے ہیں۔ اور پڑھ لکھ بھی جاتے ہیں، انجینئر بھی بن جاتے ہیں، ڈاکٹر بھی بن جاتے ہیں، سب کچھ ہوتا ہے۔ جواب کے آخر میں حضورِانور نے غیر ضروری لیبلنگ اور اس کے پھیلاؤ کے رجحان کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا، تو یہاں یونہی ماں باپ کو پریشان کرنے کے لیے ADHD کہتے رہتے ہیں۔ کوئی ایک آدھا مریض ہوتا ہے، سو میں سے دس مریض ہوتے ہوں گے اور نوّے کو ڈاکٹر یونہی کہہ دیتے ہیں کہ تمہیں ADHD ہے، تو پریشان نہ ہو۔

☆ایک واقفِ نو نے حضورِانور کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وہ شرک کے علاوہ تمام گناہ معاف کرتا ہے، نیز اس ضمن میں راہنمائی کی درخواست ہے کہ بہت بڑے گناہ جیسے کسی کا قتل وغیرہ کیوں معاف ہو سکتے ہیں جبکہ شرک معاف نہیں ہوتا؟

اس پر حضورِانور نے شرک کے مفہوم اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان سے اگلے جہان جا کے کہتا ہے، کیونکہ وہ میرے مقابلے پر آئے تھے؟ تو قاتل جو ہے وہ بھی بعض دفعہ شرک کر رہا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مَیں کسی کو مار بھی سکتا ہوں اور زندہ بھی رکھ سکتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کے مقابلے میں جو بادشاہ آیا تھا، اس نے بھی یہی کہا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم کہتے ہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر آیا ہوا ہوں اس لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر اگر آؤ گے تو پھر ٹھیک ہے کہ مَیں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔

اسی طرح حضورِانور نے قتل جیسے بڑے گناہ کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت، توبہ کی قبولیت اور انجام کے اصول کو ایک ایمان افروز مثال کے ذریعے واضح فرمایا کہ باقی دوسرے گناہ جو ہیں، قتل بھی ہے، اگر انسان معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ ایک شخص تھا اس نے ننانوے قتل کر دیے، پھر اس کو خیال آیا کہ مَیں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں، وہ معافی مانگنے کے لیے ایک بزرگ کے پاس گیا کہ کس طرح معافی مانگوں؟ انہوں نے کہا کہ تم نے تو اتنے قتل کر دیے، تم معاف نہیں ہو سکتے، تو اِس نے اُس کو بھی قتل کر دیا۔ ننانوے سے سو پورے ہو گئے۔ اس کے بعد پھر اس نے بخشش کا ذریعہ ایک بزرگ سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ ہاں! فلاں جگہ ایک بزرگ ہے۔ اس کے پاس جاؤ تو وہ تمہیں راستہ بخشش کا بتادے گا۔ تو وہ جا رہا تھا تو راستے میں ہی مر گیا۔ جب مر گیا، تو پھر دوزخ کے فرشتے جو جہنّم میں لے جانے والے تھے وہ بھی آگئے اور جنہوں نے جنّت میں لے جانا تھا وہ بھی آگئے۔ انہوں نے آپس میں بحث شروع کر دی، جنّت والا کہہ رہا تھا کیونکہ یہ نیکی کرنے کی طرف جا رہا تھا، اپنے گناہ معاف کرنے کی سوچ رکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل میں پیدا ہوا، اس لیے مَیں اس کو جنّت میں لے کے جاؤں گا۔ دوزخ والا کہتا کہ نہیں، اس نے سو قتل کر دیے ہیں، اس کو مَیں دوزخ میں لے کے جاؤں گا۔ آخر فیصلہ ہوا کہ فاصلہ ناپا جائے۔ جب فاصلے ناپنے لگے کہ جنّت کی طرف زیادہ قریب ہے یا دوزخ کی طرف تو اللہ تعالیٰ نے ایسی حکمت کی کہ جو فاصلہ اس نے اللہ کی معافی کی طرف آنے کا طے کر لیا تھا، وہ معافی کا فاصلہ زیادہ قریب تھا۔ تو فیصلہ ہوا کہ وہ جنّت میں چلا جائے گا۔

پھر حضورِانور نے اللہ تعالیٰ کی صفات، معافی اور جزا و سزا کے عمومی اصولوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اگر تم قتل کرنے کے بعد معافی مانگ رہے ہو تو مَیں تمہیں معاف کر دوں گا۔ لیکن شرک کرنے والا جو ہے وہ آخر وقت تک مشرک ہی رہتا ہے، لیکن اگر ایک ایسا شخص جو آخری وقت میں مشرک بھی ہو، معافی مانگ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ لیکن سزا اگر کسی کو دینی ہے تو اللہ تعالیٰ تھوڑی بہت سزا تو ہر ایک کو دیتا ہے۔ اگر کوئی معافی نہیں بھی مانگتا، لیکن اس نے کوئی نیکیاں بھی اگر کی ہوئی ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کا اجر بھی دیتا ہے اور اس کے گناہوں کا وزن کم کر دیتا ہے۔

جواب کے آخر میں حضورِانور نے فرمایا کہ بہر حال قاتل اگر معافی نہیں مانگ رہا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی سزا دے گا۔ اگر وہ معافی مانگ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ رحمٰن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت بھی ہے، معاف کرنے والا بھی ہے۔ تو جب معاف کرنے والا بھی ہے، رحمانیت کا جذبہ بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس صفت کو استعمال کرتا ہے اور ان کو معاف کر دیتا ہے۔ اور جو بالکل قاتل ہے جو ظلم کرنے والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا۔ ویسے تو ایک وقت میں ایسا آئے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ جہنّم خالی ہو جائے گی۔ سزائیں بھگت کے لوگ جنّت میں چلے جائیں گے۔

☆ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ: ایک وقت آئے گا کہ جب دنیا ایک نئے نظام کو تلاش کرے گی، تو اس وقت جماعت احمدیہ دنیا کو نظامِ نو دے گی، آج کل دنیا کے حالات سے لگ رہا ہے کہ دنیا ایک عالمی جنگ کی طرف جا رہی ہے۔ پیارے حضور! میرا سوال ہے کہ کیا ممکن ہے کہ اگر یہ جنگ ہوئی تو اس کے بعد نظامِ نو قائم ہو؟

اس پر حضورِانور نے موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں جماعت احمدیہ کی ذمہ داری اور اس کے اصل کردار کی وضاحت میں یاد دلایا کہ یہ تو مَیں عرصے سے جماعت کو کہہ رہا ہوں کہ جب جنگ ہو گی اور دنیا میں ایک تباہی آئے گی تو اس کے بعد پھر لوگ پوچھیں گے اور پتا کریں گے۔ اس لیے اس سے پہلے ہی تم لوگوں کو تعارف کرانا شروع کر دو کہ جماعت احمدیہ اور اسلام کی تعلیم کیا ہے اور اسلام کی تعلیم سے ہی تم لوگوں کی دنیا میں بچت ہے اور دنیا میں اسی نظام سے فائدہ ہو گا۔ اس لیے تم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ۔ اسی طرح حضورِانور نے مختلف عالمی نظاموں کے تجربات اور اسلامی تعلیمات پر مبنی نظام کی افادیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف آئیں گے اور جماعت احمدیہ نظام پیش کرے گی، تو وہ نظامِ نو ہو گا۔ مَیں نے ایک دو دفعہ تقریروں میں بھی یہی کہا ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے سوشلزم بھی دیکھ لیا، کمیونزم بھی دیکھ لیا، کیپٹلزم بھی دیکھ لیا، لیکن ہر جگہ فساد ہی نظر آتا ہے۔ جو اسلام کا صحیح نظام ہے اب اس کو بھی اختیار کر کے دیکھو تو تمہیں پتا لگے کہ اسلام کا صحیح نظام غریبوں کی بہتری کا بھی اور یتیموں کی بہتری کا بھی اور بیواؤں کی بہتری کا بھی اور دنیا کی معاشی حالت کی بھی ضمانت دیتا ہے۔

جواب کے آخر میں حضورِانور نے نظامِ نو کے تعارف اور پیشگی تبلیغی مساعی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تو اگر تم لوگ ابھی سے لوگوں کو بتاتے رہو کہ اسلام کا اقتصادی نظام کیا ہے اور اسلام کا روحانی سسٹم کیا ہے۔ ان دونوں پر چلو گے تو تمہاری بچت ہے، نہیں تو نہیں۔ پھر جب لوگ بچ جائیں گے تو ان کو تبلیغ کر کے بتانا کہ اب

اس نظام کی طرف آ جاؤ، دوسرے نظام دیکھ کے تم نے تباہی کر لی، اب اس طرف آ جاؤ۔

(الفضل انٹرنیشنل 11 جون 2026ء)

☆ مورخہ 9 مئی 2026ء کو امریکہ کے مقامی اور گلف سٹیٹس ریجن سے تعلق رکھنے والے مجلس انصاراللہ کے ایک وفد کو سیّدنا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا جس میں ایک ناصر نے عرض کیا کہ پیارے حضور! حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے مطابق ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ تین سو سال کے عرصے میں اسلام احمدیت باقی تمام ادیان پر غلبہ پائے گی، جیسا کہ ہم جانتے ہیں پہلے مسیح اور آخری زمانے کے مسیح کے درمیان ایک مماثلت پائی جاتی ہے، وہ عیسائیت جو دنیا بھر میں پھیلی ہے وہ باطل عقائد پر مبنی ہے، ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ اسلام احمدیت کا پھیلاؤ سچے عقائد اور اسلامی تعلیمات پر مبنی ہو؟

اس پر حضورِانور نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ تین سو سالہ عرصے کے مفہوم اور ابتدائی عیسائیت کے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے کہ جو مسیح موسویؑ تھا، جو تعلیم لے کے بھی آیا، ان کو بڑے Trial سے گزرنا پڑا۔ اصحابِ کہف بھی رہے، اس کے بعد ان کے حالات بہتر ہوئے اور جب رومن ایمپائر کے بادشاہ نے عیسائیت قبول کر لی، جیسی بھی تھی، لیکن تم دیکھو گے کہ اُتنا عرصہ نہیں گزرے گا، تین سو سال کا عرصہ نہیں گزرے گا کہ جب احمدیت کا غلبہ ہو گا۔ تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ایک مثال پیش کی جائے، تو ہر ایک چیز اس کے اُوپر ویسی کی ویسی ہو۔ ایک مثال دی جاتی ہے کہ ان میں ہوا تھا تو اس میں بھی ہو گا۔

حضورِانور نے خلافتِ راشدہ اور خلافتِ احمدیہ میں تاریخی واقعات کے حوالے سے مشابہت کے باوجود نتائج کے لازماً یکساں نہ ہونے کی بابت تفہیم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اب خلافتِ راشدہ کی ہم مثال دیتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافتِ راشدہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ پر بھی حملہ ہوا، حضرت عثمانؓ پر ہوا، حضرت علیؓ پر ہوا، اور وہی واقعات جو حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت ہے، اس میں ہوں گے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق تیرہ سو سال کے بعد مسیح موعودؑ کے بعد خلافت کا نظام جاری ہونا تھا۔ وہ حالات تو پیدا ہو سکتے ہیں لیکن نتائج وہ نہیں نکلیں گے۔

حضورِانور نے جماعتِ احمدیہ کی ترقی کے حقیقی مفہوم پر روشنی ڈالتے ہوئے عقیدے کے بگاڑ پر مبنی غلط فہمی کی اصلاح کرتے ہوئے اسے مزید ترقی و استحکام کا ایک زینہ قرار دیا کہ اس لیے یہاں بھی یہی مثال ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی ترقی ہو گی، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بگڑا ہوا جو اسلام ہے وہ پیش ہو جائے گا۔ اسلام بگڑا ہوا تو پہلے ہی ہے، جس کی اصلاح کے لیے مسیح موعودؑ آئے ہیں اور جب تک آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیاں اور حضرت مسیح موعودؑ سے جو اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں، وہ پورے نہیں ہوتے، ٹھیک ہے کہ ایک Climax پر پہنچ کے ایک زوال Diminishing Returns بھی شروع ہو جاتا ہے، وہ شروع ہو جائے، یہاں بھی ہو گا، لیکن وہ آخری دن قیامت کے دن ہوں گے۔ یہ نہیں ہو گا کہ تین سو سال میں اگر جماعتِ احمدیہ کی ترقی واضح نظر آ رہی ہے، تو بگڑی ہوئی جماعتِ احمدیہ ہو گی، وہ بگڑی ہوئی جماعتِ احمدیہ نہیں ہو گی۔ بلکہ اس وقت ترقی کی ہو گی۔ ہاں! آخری زمانہ میں ہو سکتا ہے کہ کبھی زوال آئے۔

جواب کے آخر میں حضورِانور نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد فرمودہ تین سو سالہ عرصے پر مبنی عرصے کے پیچھے کارفرما حقیقی مقصد یعنی صبر، استقامت اور حوصلہ افزائی کی حکمت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ تو یہ ایک مثال ہے کہ تم لوگ صبر کرو، اصل مثال یہ دی تھی کہ تم بے صبری نہ دکھاؤ، انہوں نے بھی تین سو سال تک صبر کیا۔ اصحابِ کہف نے اتنے سال گزارے۔ تین سو نو سال کا عرصہ، کئی نسلیں ان کی ختم ہو گئیں، تو اتنا عرصہ نہیں گزرے گا کہ تم لوگ اچھے نتائج دیکھو گے۔ یہ مثال ہے۔ اصل یہ مثال نہیں ہے کہ تمہاری تعلیم ایسی ہو جائے گی، کیونکہ وہ بگڑ گئی ہے، تو ہم بھی بگڑ جائیں گے۔ یہ تو ایک مثال اس لحاظ سے حوصلہ دلانے کے لیے دی تھی کہ اگر اصحابِ کہف تین سو نو سال صبر کر سکتے ہیں، تو تم کیوں نہیں کر سکتے؟ تمہیں اتنا صبر نہیں کرنا پڑے گا کہ تمہیں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ ان شاءاللہ کامیابیاں دے گا۔ یہ اس کا مقصد ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 21 مئی 2026ء)

بادمیرین برگ

مجلس انصاراللہ بادمیرین برگ نے مورخہ 13 جون 2026ء کو دوسری مرتبہ ''سائیکلنگ فار پیس'' کا انعقاد کیا۔ اس پروگرام کی تیاری تقریباً چار ہفتے قبل شروع ہو گئی تھی، جس کے لیے مختلف تنظیموں، کلبوں اور افراد کو خطوط، پیغامات اور دعوت نامے بھیجے گئے۔

پروگرام کے روز صبح 10:30 بجے تقریباً 15 کلومیٹر طویل سائیکل سفر کا آغاز ہوا جس میں بچوں، نوجوانوں اور بزرگوں نے بھی شرکت کی۔ مقابلے کو تین مختلف کیٹیگریز میں تقسیم کیا گیا: بچوں کی کیٹیگری، عام سائیکل کی کیٹیگری اور Ebike کی کیٹیگری۔

ویسٹر والڈ کے خوبصورت پہاڑی علاقوں کے دشوار گزار راستوں کے باوجود تمام شرکاء نے کامیابی کے ساتھ سفر مکمل کیا۔ بعدازاں پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والوں میں ٹرافیاں، شیلڈز اور میڈلز تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد تمام مہمانوں کی تواضع پاکستانی کھانوں سے کی گئی۔ شرکاء نے کھانے اور انتظامات کو بے حد سراہا اور جماعت کی خدمتِ خلق اور امن کے فروغ کے لیے کی جانے والی کاوشوں کی تعریف کی۔ بہت سے شرکاء نے خواہش ظاہر کی کہ آئندہ اس پروگرام کی مزید تشہیر کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہو سکیں۔

پروگرام کے اختتام پر تمام رضاکاروں اور شرکاء نے مل کر وائنڈ اَپ کیا۔ یہ پروگرام باہمی تعاون، بھائی چارے اور امن کے پیغام کا ایک خوبصورت مظہر تھا، الحمدللہ۔

(خواجہ مظفر احمد، بادمیرین برگ)

مکرم عبدالماجد وڑائچ صاحب، کینیڈا

جامعہ احمدیہ جرمنی میں

تقریب تقسیم انعامات کا آنکھوں دیکھا حال

چند روز سے خاکسار اپنے بعض اعزّہ واقارب سے ملاقات کی غرض سے جرمنی میں مقیم ہے۔ اسی دوران مکرم ومحترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ جرمنی کی جانب سے 21 جون 2026ء کو منعقد ہونے والی سالانہ تقریبِ تقسیمِ انعامات وعشائیہ میں شرکت کے لیے دعوت نامہ موصول ہوا جو راقم کے لیے موجبِ مسرت ہونے کے ساتھ باعثِ اعزاز بھی تھا۔ ذیل کی سطور میں اس پُروقار تقریب کے لفظوں میں ڈھلے اپنے مشاہدات ومحسوسات ہدیۂ قارئین ہیں جن کی ایک تصویر آنکھوں کے آئینے میں مرتسم ہوئی تو ایک نقشِ صحیفۂ دل ہوئی۔

مقررہ روز خاکسار جامعہ احمدیہ پہنچا۔ بابِ جامعہ سے اندر قدم رکھتے ہی ایک استقبالیہ سٹال نظر آیا جہاں چند خوش رو طلبہ سفید شلوار قمیص اور سیاہ جیکٹ کے یکساں لباس میں ملبوس، چراغِ خدمت فروزاں کیے مہمانوں کے استقبال میں مصروف تھے۔ وہ نہایت خوش اسلوبی سے واردین کی تواضع کے لیے ٹھنڈے شیریں مشروبات پیش کرتے اور پھر بہ مقتضائے تکریم انہیں تقریب گاہ تک پہنچا آتے۔ ان کے اندازِ دل نواز اور تبسم شیریں سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ خدمتِ مہمانان ان کے نزدیک محض ایک انتظامی فریضہ نہیں بلکہ سرمایۂ سعادت ہے۔

تقریب میں موجود طلبہ جامعہ کے چہروں سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اس غرض کو پورا کرنے کے لیے کیے گئے وقفِ زندگی کے عہد کو پورا کرنے کا عزم چھلک رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں حصولِ علومِ دینیہ اور اشاعتِ اسلام سے متعلق سورۃ التوبہ کی اس آیتِ کریمہ سے محترم امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں تقریب کا آغاز ہوا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ

اس آیت کریمہ میں ان نفوسِ قدسیہ کی تیاری کی حکمت وغایت نہایت جامعیت کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے جو دنیا کے ہنگامۂ شور وشر سے اپنے دامنِ فکر کو سمیٹ کر علمِ دین کے چشمۂ صافی سے سیراب ہوتے اور معرفتِ الٰہی کے انوار سے اپنے باطن کو منور کرتے ہیں۔ پھر جب ان کے سینے نورِ یقین سے لبریز ہو جاتے ہیں تو وہ مشعلِ ہدایت ہاتھ میں لیے اقوامِ عالم کی روحانی راہنمائی کے لیے سربکف نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ گویا یہ آیت ایسے رجالِ حق کی تربیت کا منشور ہے جو خود باخدا اور خدانما بن کر دوسروں کو خداشناس بنائیں، اپنے سینوں کو ہدایتِ ربانی کا مخزن بنا کر مشتاقانِ حق کے دلوں کو علم ومعرفت سے بہرہ ور کریں اور اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیں۔

تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ اور مسحور کن منظوم کلام پیش کیا گیا۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

نظم خواں نے اسے لحنِ داؤدی میں ایسی وارفتگی کے ساتھ ادا کیا کہ معلوم ہوتا تھا گویا ہر مصرع دلوں کی زمین میں انکسار کے بیج بو رہا ہے اور ہر لفظ انسان کو اس کی حقیقتِ خاکی کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ اس کے بعد ایک معلوماتی ویڈیو دکھائی گئی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ مبارک کے مدرسہ احمدیہ سے لے کر آج تک کے جامعاتِ احمدیہ کی تاریخ اور ان کے تدریجی ارتقا کے مختلف مراحل کو حسنِ اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا۔ تاریخ احمدیت سے شغف رکھنے والوں کے لیے یہ ویڈیو یقیناً روشنی افزا ثابت ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں ایک ننھے سے پودے کے شجرِ سایہ دار بننے، ایک چھوٹے سے چشمے کے دریائے رواں میں ڈھلنے اور ایک لرزاں چراغ کے آفتابِ عالم تاب بننے کی داستان بیان کر دی گئی۔ گویا یہ ایک ایسے مبارک بیج کی سرگزشت ہے جسے دستِ قدرت نے سینچا اور تائیدِ غیبی نے ایک تناور شجر میں تبدیل کر دیا ہے جس کے سائے تلے آج قوم کے معمار تعلیم وتربیت کے زیور سے مالامال ہوتے ہیں۔

بعدازاں علمی وورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ کو محترم امیر صاحب جرمنی نے انعامات عطا فرمائے اور پھر جرمن زبان میں گویا ہوئے۔ سامعین ہمہ تن گوش تھے مگر خاکسار کے لیے ان کی گفتگو کا اثر ایسا تھا جیسا خوش نوا پرندوں کی نغمہ سرائی کا۔ نغمگی دل میں اترتی تھی مگر معنی پردۂ اجنبیت میں مستور رہتے تھے۔ اس وقت میری کیفیت امیر خسرو کے اس شعر کی مجسّم تفسیر بن گئی تھی کہ

زبانِ یارِ مَن تُرکی و مَن تُرکی نمی دانم
چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہانِ من

بعدازاں مکرم ومحترم شمشاد احمد قمر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے محترم امیر صاحب اور دیگر سبھی

باقی صفحہ 41 پر

مکرم سرفراز احمد صاحب، استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

سالانہ تقریب تقسیم انعامات 2026ء

جامعہ احمدیہ جرمنی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورۃ التوبۃ: 122) یعنی مومنوں کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا کہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لَوٹیں تاکہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔

اسی ارشادِ خداوندی کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک دور میں 1906ء میں قادیان کی گمنام بستی میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا گیا جس میں ایک شاخ دینیات آج ''جامعہ احمدیہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام واحمدیت کی ترقی واشاعت کے ساتھ ساتھ جامعہ احمدیہ کی شاخیں بھی پھیلتی چلی گئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اسی توقع کے پیشِ نظر جرمنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2008ء میں اپنے دستِ مبارک سے جامعہ احمدیہ جرمنی کا افتتاح فرماتے ہوئے یہ دعائیہ الفاظ تحریر فرمائے:

''حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے توقع کی تھی۔ اور وہ توقع تھی کہ اللہ کا خوف دل میں رکھنے والے، علم ومعرفت حاصل کرنے والے اور عاجزی وانکساری سے دنیا کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرنے والے علماء تیار ہوں جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت مولانا برہان الدین جہلمیؓ جیسا مقام رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''

جامعہ احمدیہ میں تدریسی نصاب کے علاوہ طلبہ کی ذہنی اور علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے علمی اور ورزشی مقابلہ جات اور دیگر پروگرامز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے طلبہ کو چار گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر گروپ کی نگرانی ایک استاد کرتا ہے۔ سال کے آغاز میں سالانہ پروگرامز کا پلان تیار کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اس کی منظوری لی جاتی ہے اور اس پہ عمل درآمد کی مکمل رپورٹ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جاتی ہے۔

مجلس علمی

''فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ'' کی رُوح پیدا کرنے کے لئے مجلسِ علمی کے تحت دورانِ سال مختلف انفرادی اور گروپس کے مابین مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ امسال ان مقابلہ جات میں مقابلہ حُسنِ قرأت، کسوٹی، مضمون نویسی، تقریر بزبان اردو، انگریزی، عربی اور جرمن، نیز انہیں چاروں زبانوں میں تقریر فی البدیہہ کے مقابلہ جات بھی منعقد کروائے گئے۔ اسی طرح مقابلہ اذان، نظم، حفظِ ادعیہ، پیغام رسانی، بیت بازی اور ایک دلچسپ مقابلہ کوئز بھی منعقد کروایا گیا۔

مجلس العاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ ''طلباء جامعہ احمدیہ... کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ کوئی نہ کوئی گیم کھیلیں اور Exercise کریں''۔ حضورِانور کے اس ارشاد کے

پیشِ نظر طلبہ روزانہ کسی نہ کسی کھیل میں شامل ہوتے ہیں۔

اسی طرح دورانِ سال طلبہ کے گروپس اور کلاسز کے مابین مختلف ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ سال کے اختتام پر تین دن کے لئے سالانہ کھیلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ امسال سالانہ کھیلیں مؤرخہ 30 اپریل تا 2 مئی 2026ء منعقد ہوئیں۔ دورانِ سال منعقد ہونے والے مقابلہ جات میں مقابلہ Weight loss (یعنی وزن کم کرنا)، 5 کلومیٹر تیز پیدل چلنے کا مقابلہ اور 13 کلومیٹر کراس کنٹری ریس اور اسی طرح بعض کھیلوں کے کوالیفائنگ میچیز بھی کروائے گئے۔

تین دن جاری رہنے والی ان کھیلوں میں انفرادی اور اجتماعی یعنی گروپس کے مابین مقابلہ جات ہوئے۔ انفرادی مقابلہ جات میں نیزہ پھینکنا، گولہ پھینکنا، لمبی چھلانگ، دوڑ 100 میٹر، دوڑ 1000 میٹر، تھالی پھینکنا، ثابت قدمی، گاڑی کھینچنا، ٹائر فلپ، پنجہ آزمائی، کلائی پکڑنا، تین ٹانگ دوڑ، اور Strongman Parkour اور روک دوڑ شامل ہیں۔ جبکہ گروپس کے مابین منعقد ہونے والے مقابلہ جات میں فٹ بال، باسکٹ بال، والی بال، Völkerball ، رسہ کشی، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور ریلے ریس شامل ہیں۔

مجلسِ ارشاد

مجلسِ ارشاد کے تحت منعقد ہونے والے پروگرامز میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ، یومِ خلافت، حمدیہ محفل، نعتیہ محفل، قرآن سیمینار شامل ہیں نیز طلباء کی آگاہی کے لئے مختلف لیکچرز بھی ہوئے جن میں حقیقی اسلام یا امریکی اسلام، سائیکالوجی اور تھیالوجی، نفسیاتی بیماریوں کا تعارف، پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کے اسباب، فیک نیوز اور غلط معلومات کے اثرات اور اس کے سدباب کے طریق، اسی طرح ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لئے Survival Coaching کے موضوع پر عملی طور پر آگاہی دی گئی۔

ڈیوٹیاں

طلبہ جامعہ احمدیہ کو پڑھائی کے ساتھ مختلف جماعتی پروگراموں میں وقارِعمل اور انتظامی ڈیوٹیاں سرانجام دینے کی توفیق ملتی رہی جن میں جلسہ سالانہ، اجتماع خدام الاحمدیہ، مجلس مشاورت، تربیتی کلاس، Tag der Öffnen Tür پر ڈیوٹیاں اور وقارعمل میں حصہ لینا شامل ہے۔

کلاس ایکسچینج پروگرام

حضور انور کے ارشاد کے مطابق کلاس ایکسچینج پروگرام کے تحت امسال درجہ خامسہ کو دو ہفتوں کے لئے جامعہ احمدیہ یوکے اور جامعہ احمدیہ یوکے کی کلاس کو جامعہ احمدیہ جرمنی آنے کا موقع ملا۔ یہ ایک بہت ہی بابرکت پروگرام ہے جس میں طلبہ کو ہم آہنگی کے ماحول میں رہ کر مختلف معاملات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

دیگر مذہبی اداروں کا وزٹ

امسال جامعہ کی ایک کلاس کو ڈارمشٹڈ میں موجود یہودیوں کے معبد خانے کا بھی تعلیمی دورہ کر کے براہ راست معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔

تقریب تقسیمِ انعامات

علمی و ورزشی مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے، نیز تدریسی سال 2024/25ء میں کلاسز میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے مؤرخہ 21 جون 2026ء کو جامعہ احمدیہ میں ایک پُروقار تقریب تقسیم انعامات کا انعقاد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی تھے۔ دیگر مہمانان میں نیشنل عاملہ کے ممبران ، مختلف شعبہ جات کے نگران اور جماعت کے دیگر معززین کرام کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ عزیزم فاتح احمد عزیز نے کی۔ اس کے بعد عزیزم راحیل احمد نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کیے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے پوزیشنز حاصل کرنے والے طلبہ اور گروپس کے مابین انعامات تقسیم فرمائے۔ اس سال علمی مقابلہ جات میں بحیثیت مجموعی اوّل پوزیشن ''عزیزم ثاقب محمود'' اور بہترین گروپ ''صداقت'' قرار پایا اور ورزشی مقابلہ جات میں بحیثیت مجموعی اوّل پوزیشن ''عزیزم یونس یوسف'' اور بہترین گروپ ''دیانت'' قرار پایا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے تدریسی سال 2024-25ء میں کلاسز میں اوّل، دوم اور سوم آنے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کیے۔ گزشتہ تعلیمی سال میں خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ احمدیہ جرمنی کو فارغ التحصیل ہونے والے 18 مربیان کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جنہیں پیارے آقا نے مؤرخہ 2 مئی کو جامعہ احمدیہ یوکے میں منعقدہ کانووکیشن میں اپنے دستِ مبارک سے شاہد کی ڈگری سے نوازا۔ ان مربیانِ کرام میں سے ایک عزیزم سہیل احمد باجوہ صاحب ویزا کی مجبوری کی وجہ سے اس تقریب میں شامل نہ ہو سکے۔ اُس وقت اِن کی سند حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم امیر صاحب جرمنی نے وصول کی تھی۔ لہٰذا تقسیمِ انعامات کے آخر پر عزیزم سہیل احمد باجوہ صاحب نے مہمان خصوصی سے اپنی ''شاہد'' کی سند وصول کی۔

تقسیم انعامات کے بعد مکرم امیر صاحب نے حاضرین سے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے طلبہ اور بالخصوص امسال فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ کو مختلف مثالوں کے ساتھ محنت اور جذبہ سے تبلیغ کا فرض ادا کرنے اور اپنا عملی نمونہ پیش کرنے کی نصیحت فرمائی۔ محترم مہمان خصوصی کی نصائح کے بعد مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے بھی طلبہ کو سنّتِ ابراہیمی کے مطابق روحانی طیور بننے، وقف کی حقیقی روح کو سمجھنے اور اس کے مطابق دوران جامعہ اور بعدازاں میدانِ عمل میں خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ مکرم امیر صاحب جرمنی اور دیگر مہمانان کرام کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اختتامی دُعا کے بعد تمام مہمانان کرام کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا اور اس طرح یہ تقریب بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی، فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جامعہ احمدیہ جرمنی کے تعلیمی سال 2025-26ء کے دوران علمی و ورزشی مقابلہ جات میں انعامات حاصل کرنے والے طلبہ

کلاس پوزیشنز برائے تدریسی سال 2024/25ء

کلاس	اوّل	دوم	سوم
درجہ ممہدہ	ظافر احمد عابد	کامران احمد	آفاق احمد
درجہ اولیٰ	ثاقب محمود	رانا ولید احمد	مسرور احمد
درجہ ثانیہ	جری اللہ راجپوت	شاہان احمد	فرید احمد
درجہ ثالثہ	سلمان احمد جوئیہ	شمائل احمد بھٹی	شیراز محمد
درجہ رابعہ	یونس یوف	ثمر بٹ	کبیر ظہیر سنوری
درجہ خامسہ	طاہر احمد	معین احمد	دانیال احمد تیمور

انفرادی علمی مقابلہ جات

	اوّل	دوم	سوم
حسن قرأت	فاتح احمد عزیز	طاہر احمد، رانا ولید احمد	فیصل محمود (حوصلہ افزائی: سفیر احمد سوہل)
نظم	راحیل احمد	ماہد الیاس	نعمان داؤد
اذان	جری اللہ راجپوت	راحیل احمد	نعمان داؤد
تقریر فی البدیہہ، جرمن	کبیر ظہیر سنوری	ثمر بٹ، باسل احمد عارف	یونس یوسف
تقریر فی البدیہہ، انگریزی	ثاقب محمود	کبیر ظہیر سنوری	بلال پاکترک
تقریر فی البدیہہ، عربی	یونس یوسف	ثمر بٹ	سفیان احمد چیمہ
تقریر فی البدیہہ، اردو	فاتح احمد عزیز	ثمر بٹ	سلمان احمد جوئیہ
تقریر بزبان انگریزی	ثاقب محمود	یونس یوسف	طلحہ احمد وڑائچ
تقریر بزبان جرمن	ثمر بٹ، یونس یوسف	باسل احمد عارف	بلال پاکترک
تقریر بزبان عربی	یونس یوسف	ثاقب محمود	نعمان داؤد
تقریر بزبان اردو	ثاقب محمود	سلمان احمد جوئیہ	ثمر بٹ
مضمون نویسی	سلمان احمد جوئیہ	ثاقب محمود	سفیان احمد چیمہ
پیغام رسانی	شاہان احمد، تکریم احمد، سلمان جوئیہ، محمد سفیر احمد، ثاقب محمود	مسرور احمد، حافظ عاشر احمد، فارس احمد، رانا ولید احمد، ابتسام احمد	فراست احمد، فراز احمد، ندیم احمد، آفاق احمد، ظافر احمد
بیت بازی	(ٹیم امانت) نعمان داؤد، سلمان احمد جوئیہ، شاہان احمد	(ٹیم دیانت) راحیل احمد، جاذب احمد، حافظ عاشر احمد	(ٹیم صداقت) رانا توصیف، ثمر بٹ، فاتح احمد عزیز
کسوٹی	عدنان احمد، اذان محمود، سفیر احمد بشیر	معین احمد، طلحہ احمد، رانا توصیف احمد	عدن آبریز، باسل احمد عارف، مسرور احمد
حفظ أدعیہ	(ٹیم قناعت) رانا ولید خان، دانش اصغر، کامران احمد	(ٹیم دیانت) طلحہ وڑائچ، باسل کریم، جاذب احمد	(ٹیم صداقت) ثمر بٹ، فاتح احمد عزیز، رانا ولید
سالانہ کوئز	(ٹیم دیانت) شمائل بھٹی، حافظ عاشر احمد، باسل کریم	(ٹیم صداقت) فرحان احمد شمس، باسل احمد عارف، آفاق احمد	(ٹیم امانت) سلمان جوئیہ، شاہان احمد، ثاقب محمود

علمی مقابلہ جات میں بحیثیت مجموعی اوّل پوزیشن: ثاقب محمود اور اوّل گروپ: صداقت

انفرادی ورزشی مقابلہ جات

مقابلہ	اوّل	دوم	سوم
دوڑ 100 میٹر	یونس یوسف	مونس قریشی	کامران احمد
دوڑ 1000 میٹر	یونس یوسف	مامون احمد	طلحہ وڑائچ
لمبی چھلانگ	مونس قریشی	یونس یوسف	شیراز محمد
گولہ پھینکنا	عدنان احمد جنجوعہ	عدنان احمد، شاذل سفیر احمد	ابتسام احمد
نیزہ پھینکنا	ابتسام احمد	شاذل سفیر	مونس قریشی
تھالی پھینکنا	شاذل سفیر احمد	عدنان احمد	ابتسام احمد
گاڑی کھینچنا	شاذل سفیر احمد	مونس غفار	یونس یوسف
Strongman	یونس یوسف	کبیر احمد ظہیر	سرمد شفیق
بیڈمنٹن سنگل	دانیال احمد تیمور	ابتسام احمد	سرمد شفیق
ٹیبل ٹینس سنگل	مونس قریشی	ابتسام احمد	نعمان داؤد
پنجہ آزمائی	یونس یوسف	ابتسام احمد	شاذل سفیر احمد
ٹائر اُلٹنا	شاذل سفیر	سرمد شفیق	یونس یوسف، جری اللہ راجپوت
کلائی پکڑنا	شاذل سفیر احمد	سرمد شفیق	ابتسام احمد، عدنان جنجوعہ
ثابت قدمی	رانا ولید احمد خاں	یونس یوسف	فراز مجید
تیز پیدل چلنا	مامون احمد	ثمر احمد بٹ	یونس یوسف
کراس کنٹری	سرمد شفیق	مامون احمد	کامران احمد
روک دوڑ	یونس یوسف	قویم ملک	ثمر احمد بٹ
تین ٹانگ دوڑ	شیراز احمد، عدنان احمد	یونس یوسف، کامران احمد	مونس قریشی، طلحہ وڑائچ

گروپس کے مابین مقابلہ جات

مقابلہ	اوّل	دوم	سوم
بیڈمنٹن ڈبل	دانیال تیمور، مامون احمد (امانت)	مرزا خالد ولید احمد، ابتسام احمد (قناعت)	سرمد شفیق، فراز احمد (صداقت)
ٹیبل ٹینس ڈبل	اذان محمود، مونس قریشی (دیانت)	یونس یوسف، رانا توصیف احمد (صداقت)	دانیال تیمور، نعمان داؤد (امانت)
وزن کم کرنے کا مقابلہ (پہلی ٹرم)	قناعت	صداقت	امانت
وزن کم کرنے کا مقابلہ (دوسری ٹرم)	دیانت	امانت	قناعت
رسہ کشی	دیانت	امانت	قناعت
والی بال	صداقت	قناعت	دیانت
Völkerball	قناعت	دیانت	صداقت
ریلے ریس	دیانت	صداقت	امانت
باسکٹ بال	قناعت	صداقت	امانت
فٹ بال	امانت	صداقت	دیانت

فٹ بال لیگ کی فاتح ٹیم: درجہ خامسہ
فٹ بال لیگ میں سب سے زیادہ گول کرنے والے کھلاڑی: ماہر کریم
ورزشی مقابلہ جات میں سال کے بہترین کھلاڑی: یونس یوسف،
مجموعی اول گروپ: دیانت

ورزشی مقابلہ جات میں اوّل گروپ آنے پر مکرم نوید الظفر صاحب (نگران دیانت گروپ) اور مکرم طلحہ احمد صاحب (سیکرٹری) امیر صاحب سے ٹرافی وصول کرتے ہوئے

علمی مقابلہ جات میں اوّل گروپ آنے پر مکرم رحمت اللہ بندیشہ صاحب (نگران صداقت گروپ) اور مکرم یونس یوسف صاحب (سیکرٹری) امیر صاحب سے ٹرافی وصول کرتے ہوئے

دلچسپ سائنسی خبریں

حقائق الاشیاء

(مرتبہ: مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

جوانی کا مطالعہ، بڑھاپے کا سہارا

آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ جوانی کا کھایا بڑھاپے میں کام آتا ہے۔ یقیناً اس میں کافی حد تک سچائی ہے۔ تاہم حال ہی میں سائنسی جریدے Neurology کے 2026ء کے شمارے میں شائع شدہ ایک تحقیق سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جوانی میں فعّال ذہنی وفکری زندگی گزارنا صحتمند بڑھاپے کی ضمانت بنتا ہے۔ بڑھاپے کے امراض میں کمزور یادداشت، بھولنے کی بیماری اور خصوصاً Alzheimer´s Disease شامل ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق جو لوگ عمر بھر اپنی دماغی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سیکھنے کے عمل میں مصروف رہتے ہیں، جیسا کہ نئے نئے علوم کا حصول، مطالعہ کتب، لائبریری ممبرشپ، رسالوں، جریدوں سے استفادہ وغیرہ، ان میں بڑھاپے میں ایسی بیماریوں کا خطرہ دوسروں کی نسبت تقریباً 38 فیصد کم پایا جاتا ہے۔

اس تحقیق میں تقریباً دوہزار افراد سے متعلق معلومات جمع کی گئیں اور جائزہ لیا گیا کہ وہ اپنی زندگی کے مختلف ادوار بشمول جوانی، ادھیڑ عمری میں کس نوعیت کی ذہنی و علمی سرگرمیوں میں مصروف رہے اور ان سرگرمیوں کے بڑھاپے میں ان پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔ نتائج سے معلوم ہوا کہ کتابوں کا مطالعہ اور علمی سرگرمیوں میں مستقل مشغول رہنا بڑھاپے میں ان کی ذہنی صلاحیتوں کو تادیر صحتمند رکھنے کا باعث بنا۔ اور بفرضِ محال بڑھاپے میں انہیں یہ امراض لاحق ہو بھی گئے تو ان بیماریوں کا آغاز دوسروں کی نسبت دیر سے ہوا۔ مثال کے طور پر الزہائمر کا مرض 88 سال کی بجائے 94 سال میں جاکر شروع ہوا۔ اسی طرح یادداشت، حافظہ کی کمزوری 78 کی بجائے 85 سال میں جاکر دیکھنے میں آئی۔

قارئین کرام۔ اگر آپ بھی اپنے بڑھاپے میں تندرست دماغی صلاحیتیں چاہتے ہیں تو اپنی اس عمر کو مطالعہ، علوم کے حصول، نئی زبان سیکھنے یا دیگر skills سیکھنے میں گزاریں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا بھی فرمان ہے کہ ماں کی گود سے قبر کی لحد تک علم حاصل کرتے رہنا چاہیے۔ ہم احمدیوں کے لئے تو ذہنی وفکری سرگرمیوں کے لامتناہی مواقع ہیں۔ قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ پر غور وتدبّر، سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دیئے ہوئے روحانی خزائن کا مطالعہ، علاقائی اور نیشنل سطح پر ہونے والے علمی مقابلہ جات بشمول ترجمۃ القرآن، حفظِ قرآن، عام دینی معلومات وغیرہ میں شرکت کرکے انسان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس زندگی کو بہتر رنگ میں گزار سکتا ہے۔

خوبصورت دکھائی دینے کی دوڑ میں اپنی صحت کو داؤ پر نہ لگائیں

یہ تو انسانی خواہش ہے نہ کہ دیر تک جوان دکھائی دیا جائے، خوبصورت نظر آیا جائے۔ تاہم اپنی اس خواہش کو پورا کرتے اکثر اوقات لوگ اپنی صحت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا بیٹھتے ہیں۔ ایسی ہی ایک خواہش hair extensions یعنی مصنوعی یا انسانی بالوں سے بنی وِگز وغیرہ کا استعمال کرکے اپنا گنجاپن ڈھانپنا ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ خوبصورتی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سال 2026ء میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق اکثر hair extensions میں ایسے کیمیکلز پائے گئے ہیں جو براہِ راست کینسر اور دیگر بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ سائنسدانوں نے بال بنانے والے مشہور ترین برینڈز کے 43 نمونوں پر تحقیق کی۔ ان میں سے سوائے دو کے باقی تمام نمونوں میں ضرر رساں کیمیکلز پائے گئے جو بریسٹ کینسر اور دیگر بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ مصنوعی بالوں کو واٹر اور فائر پروف بنانے کے لئے کمپنیاں تیاری کے مراحل میں انہیں مختلف اقسام کے کیمیکل لگاتی ہیں۔ تاہم ان کیمیکلز کی تفصیل عام عوام کے لئے مہیا نہیں کی جاتی۔ چونکہ یہ بال اور ان پر لگے کیمیکلز صارف کے سر اور گردن کے ساتھ لگے رہتے ہیں، اس طرح جلد کے ذریعہ خون میں شامل ہوکر نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب انہیں ہیئر ڈرائر کے ذریعہ سٹائل کیا جاتا ہے تو یہ کیمیکلز ہوا میں شامل ہوکر صارف کی سانس میں شامل ہوجاتے ہیں۔

(Environment 2026)

قارئین کرام۔ آج کل لوگوں میں بھیڑ چال کی حد تک رجحان پایا جاتا ہے کہ خوبصورت دکھائی دینے کے لئے، جلد نکھارنے کے لئے طرح طرح کے فوڈ سپلیمنٹس لئے جاتے ہیں۔ گو کہ فی الحال ان کے نقصانات کا ہمیں علم نہیں مگر جوں جوں وقت گزرتا ہے تو ان کے نقصانات کی تفصیل سامنے آنا شروع ہوجاتی ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ سوائے بیماری کے اور اشد مجبوری کے ادویات اور اس طرح کی سپلیمنٹس سے پرہیز کیا جائے۔

مکرم طلحہ نعیم صاحب مربی سلسلہ

سالانہ تقریب تقسیم انعامات

نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 7 جون 2026ء بروز اتوار نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جماعت احمدیہ جرمنی کی سالانہ تقریبِ تقسیمِ انعامات کا انعقاد بیت السبوح فرانکفرٹ میں ہوا۔ اس تقریب کا آغاز صبح 10:30 بجے زیرِ صدارت مکرم امیر صاحب جرمنی ہوا۔ تلاوت مکرم حافظ فخر احمد صاحب نے کی جس کے بعد مکرم طلحہ نعیم احمد صاحب مربی سلسلہ نے جرمن اور مکرم منصور احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے اردو ترجمہ پیش کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام مع جرمن ترجمہ عزیزم نبیل احمد کاشف صاحب نے پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حفظ کلاس جرمنی سے امسال چار بچوں نے حفظ قرآن مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی جن کا تعارف نیز حفظ کلاس جرمنی کا مختصر تعارف مکرم لئیق احمد صاحب، انچارج حفظ کلاس جرمنی نے پیش کیا۔

حفظ القرآن کلاس جرمنی

جرمنی میں حفظ القرآن کلاس 2017ء میں شعبہ تعلیم کی نگرانی میں شروع ہوئی۔ جولائی 2020ء سے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے زیرِ انتظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے جاری ہے۔ اب تک دس بچے حفظِ قرآن مکمل کر چکے ہیں، فالحمدللہ۔ حفظ القرآن کلاس میں آٹھ سے گیارہ سال عمر کے بچوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اساتذہ کی نگرانی میں وہ مرحلہ وار قرآنِ کریم حفظ کرتے ہیں۔ اس وقت 74 بچے حفظ القرآن کلاس میں شامل ہیں جن کی رہنمائی کے لیے 30 اساتذہ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان میں مربیان، حفاظ اور دیگر اساتذہ شامل ہیں۔ مزید برآں بارہ افراد پر مشتمل ایک انتظامی ٹیم بھی اس کام کی نگرانی اور معاونت کرتی ہے۔ امسال مندرجہ ذیل چار بچوں نے حفظ قرآن مکمل کیا:

حافظ فارس احمد

عزیزم فارس احمد ابن مکرم محمود احمد صاحب کا تعلق جماعت Jesteburg سے ہے۔ آپ کی عمر 14 سال ہے اور Gymnasium کی نویں کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ عزیزم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 4 سال اور 10 ماہ کے عرصہ میں اپنا حفظ مکمل کیا۔

حافظ ایقان راجہ

عزیزم ایقان راجہ ابن مکرم لقمان راجہ صاحب جماعت روڈگاؤ سے تعلق رکھتے ہیں۔ عزیزم کی عمر 17 سال ہے اور IT کے شعبہ میں Ausbildung کر رہے ہیں۔ عزیزم کے بھائی بھی قرآن کریم کے مختلف حصے حفظ کر چکے ہیں۔ عزیزم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5 سال اور 9 ماہ کے عرصہ میں اپنا حفظ مکمل کیا۔

حافظ مصور احمد

عزیزم مصور احمد ابن مکرم مظفر احمد اقبال صاحب کا تعلق جماعت وائبلنگن سے ہے۔ عزیزم کی عمر 17 سال ہے اور اس وقت Gymnasium کی گیارہویں کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں موصوف نے 5 سال اور 9 ماہ کے عرصہ میں اپنا حفظ مکمل کیا، فالحمدللہ۔

حافظ سرمد احمد

عزیزم سرمد احمد ابن مکرم مظفر احمد اقبال صاحب بھی جماعت وائبلنگن سے تعلق رکھتے ہیں اور عزیزم حافظ سرمد احمد کے برادرِ اصغر ہیں۔ عزیزم کی عمر 15 سال ہے اور Gymnasium کی نویں کلاس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ عزیزم نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5 سال اور 9 ماہ کے عرصہ میں حفظ مکمل کیا۔ اس خاندان سے دو بھائیوں کو حافظِ قرآن بننے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے، جبکہ ایک

بھائی اور بہن بھی حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشاں ہیں۔

چاروں حفاظ میں مکرم نیشنل امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دستخط شدہ اسناد اور انعامات تقسیم کیے۔ اسی طرح ان حفاظ کے اساتذہ اور کلاس انچارج کو بھی انعامات سے نوازا گیا۔ اس تقریب میں دو تقاریر بھی کی گئیں۔ پہلی تقریر مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے بعنوان ''قرآن کو سیکھنے، دوسروں کو سکھانے نیز حفظ کرنے اور کروانے کی اہمیت'' کی جس میں قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں موضوع کی اہمیت کو بیان کیا۔ دوسری تقریر مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں قرآن کریم کے حسن، کمالات اور تاثیرات کو بیان کیا۔

تقاریر کے بعد مکرم ہشام احمد صاحب نے نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے مختلف پراجیکٹس کا تعارف پیش کیا۔ اس سے متعلق مزید معلومات شعبہ کی ویب سائٹ www.taleem-ul-quran.de پر موجود ہیں۔

اس تعارف کے بعد ان پراجیکٹس اور کلاسز میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احباب جماعت، لوکل امارات اور جماعتوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ مندرجہ ذیل پراجیکٹس میں انعامات تقسیم کئے گئے:

1. حفظ القرآن کلاس جرمنی کے سالانہ امتحانات
2. نیشنل ترجمۃ القرآن کلاس اردو
3. نیشنل ترجمۃ القرآن کلاس جرمن
4. ترتیل القرآن کلاس
5. اساتذہ قرآن کلاسز
6. حفظ القرآن پروجیکٹ
7. حفاظ ایسوسی ایشن (حفاظ جنہوں نے دورانِ سال قرآن کریم کی مکمل دہرائی کی)
8. وقف عارضی (جماعت، لوکل امارات)

تقسیم انعامات کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب نے اختتامی تقریر میں حفاظ کی اس کامیابی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور حفاظ کرام کو ان کی ذمہ داری کی طرف بھی توجہ دلائی۔ تقریب کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا۔ تقریباً 280 احباب و خواتین اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ دعا اور تقریب کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ یہ تقریب نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کے یوٹیوب چینل پر لائیو بھی دکھائی گئی۔

خوش قسمت والد اپنے سعادت مند بچوں کے ساتھ

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: مکرم لقمان راجہ صاحب جن کے پیچھے ان کے بیٹے ایقان راجہ صاحب کھڑے ہیں۔
درمیان میں مکرم مظفر احمد اقبال صاحب جن کے پیچھے ان کے دونوں بیٹے مصور احمد صاحب اور سرمد احمد صاحب کھڑے ہیں۔
بائیں طرف مکرم محمود احمد صاحب جن کے پیچھے ان کے بیٹے فارس احمد صاحب کھڑے ہیں۔

بقیہ از صفحہ 16

فریب سے کسی کا مال لے لینا جائز نہیں ہے۔ خرید و فروخت کے لئے اسلام نے واضح ضابطہ مقرر فرمایا۔ تجارت کے لئے مکمل ہدایات دیں۔ رشوت، سود خوری اور ظلم کی راہ سے مال حاصل کرنا حرام قرار دیا۔ عزّتوں کی حفاظت کے بارے میں اسلام کا ضابطہ اتنا مکمل ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ غیبت ناجائز ہے، تجسس کی اجازت نہیں۔ اتہام اور الزام لگانا جرم ہے۔ کسی کے عیب کو بھی اس کی تذلیل کے لئے بیان کرنے کی اجازت نہیں، ہاں اصلاح کی خاطر مناسب اور ذمہ دار افراد کو کہا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام میں جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہو جائے وہ بری اور بے گناہ ہے۔ گویا اسلامی نظام ہر شخص کی جان، مال اور عزّت کا محافظ ہے۔

کامل نظام کی چوتھی علامت یہ ہے کہ وہ محتاجوں اور ضرورتمندوں کی احتیاج کو پورا کرنے والا ہو۔ اسلامی نظام میں جائز طریقوں سے مال کمانے کی تو اجازت ہے مگر اسے محض اپنی ذات پر خرچ کرنے کی اجازت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر مالدار کے مال میں غریبوں، مسکینوں اور یتیموں وغیرہ کو حق دار قرار دیا ہے۔ فرمایا: وَفِيٓ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات:20) کہ مومنوں کے مالوں میں سب کا حق ہے۔ طوعی طور پر صدقہ و خیرات کی ترغیب دی اور فرض کے طور پر نظامِ زکوٰۃ کو قائم فرمایا جس کے ذریعہ مالداروں کے مال کا چالیسواں حصّہ لازمی طور پر بیت المال میں آ کر قوم کے ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ اسلامی نظام میں ہر فرد کو کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑے اور رہنے کے لئے مکان کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ گویا کوئی بھوکا نہ رہے، کوئی ننگا نہ رہے اور کوئی سر چھپانے کی جگہ سے محروم نہ ہو۔ باہم رہن سہن میں جو طبعی تفاوت ہے اور جو معاشرہ کے کاروبار کو چلانے کے لئے ناگزیر ہے، اسلام نے ذہنی طور پر اسے بے ضرر بنا دیا ہے اور اقتصادی طور پر اس خلیج کو پاٹ دیا ہے اور مذہبی طور پر تو اس کو بالکل بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔ کامل نظام کی یہ چاروں علامتیں اسلام کے نظام کے سوا کسی اور نظام میں موجود نہیں۔ پس اسلام کا پیش کردہ نظام ہی بہترین نظام ہے۔ وَ مَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

قائد مجلس کا انتخاب اور مشنری انچارج کی تنبیہ

قائد مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفرٹ ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب اپنی سویڈش نواحمدی بیگم مکرمہ قانتہ رؤف صاحبہ کے ہمراہ تعلیمی غرض کو پورا کرنے کے لئے چند سال کے لئے فرانکفرٹ تشریف لائے تھے۔ اس دوران موصوف 1973ء میں قائد مجلس اور ان کی بیگم صدر لجنہ منتخب ہو گئیں۔ ان کی بیگم نے مشن ہاؤس میں باغبانی کا کام سنبھال رکھا تھا۔ وہ روزانہ نور مسجد کے سامنے والے اور عقبی باغیچہ کی صفائی کرتیں۔ جتنا عرصہ وہ فرانکفرٹ میں رہیں انہوں نے یہ ڈیوٹی خود سنبھال رکھی تھی اور مسجد کا باغیچہ پھولوں سے بھرا رہتا۔ اس بات پر آدھی صدی گزر گئی۔ ان کے بعد نور مسجد کے باغیچہ پر وہ رونق نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ مکرمہ قانتہ رؤف صاحبہ کو ان کی اس نیکی کی بہترین جزاء دے، آمین۔ جماعت جرمنی کو ان کی اس خدمت پر ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب کی قیادت میں خدام الاحمدیہ متحرک ہوئی تھی۔ (پہلا سالانہ اجتماع بھی منعقد ہوا) کہ ان کو سویڈن واپس جانا پڑا۔ مکرم انوری صاحب نے اس خیال کے پیشِ نظر کہ کام اسی طرح جاری رہے، نئے قائد کا انتخاب کروا دیا۔ اس زمانہ میں مشنری انچارج ذیلی تنظیموں کا نائب صدر کہلاتا تھا اور صدر کے مکمل اختیار رکھتا تھا۔ وہ دوست جو قائد منتخب ہوئے تھے وہ اپنی تقرری کا انتظار کرتے رہ گئے۔ ابھی ہجرت کا رش شروع نہیں ہوا تھا۔ نوجوان زیادہ تر سٹوڈنٹ ویزہ پر تھے۔ گنتی کے چند برسرِروزگار تھے۔ ان میں سیالکوٹ کے ایک ملک محمد یوسف صاحب بھی تھے۔ مخلص احمدی تھے۔ برٹش پاسپورٹ کے حامل تھے اور کھیلوں کا سامان فروخت کرنے کا کاروبار کرنا چاہتے تھے۔ ایک روز معلوم پڑا کہ سب نوجوانوں کو انہوں نے مدعو کر رکھا ہے۔ وہ Höchst میں رہتے تھے۔ فیملیوں سے دور احمدی نوجوان مل بیٹھنے کے بہانے تلاش کیا کرتے تھے۔ تعداد ہی کیا تھی۔ آٹھ دس جمع ہو گئے۔ وہاں قائد کے انتخاب اور اس کے بعد جاری خاموشی کا ذکر بھی چھڑ گیا۔ لیکن کسی کو علم نہیں تھا کہ قائد کے انتخاب کا بنا کیا۔ حاضرین کی رائے تھی کہ بطور معتمد مجھے اس بات کو اٹھانا چاہیے جس سے میں نے انکار کر دیا۔ اگلی صبح مشن ہاؤس گیا تو مکرم انوری صاحب کے خراب موڈ سے قیاس ہو گیا کہ کل کی بیٹھک کی اطلاع ان کو مل چکی ہے۔ میرے اور مکرم انوری صاحب کے درمیان بہت اعتماد کا تعلق تھا۔ جب بھی مشن ہاؤس جاتا انہی کے دفتر میں بیٹھا رہتا۔ ایسی شفقت وہ مکرم مرزا محمود احمد صاحب سیکرٹری مال ابن مکرم مرزا محمد شفیع صاحب کاتب الفضل کے ساتھ ہی کیا کرتے تھے اور بعد میں مجھے بھی اسی حسنِ سلوک کے قابل گردانا۔ لیکن اُس روز مکرم انوری صاحب نے فرمایا کہ ہال میں جا کر بیٹھیں۔ اس سے مجھے معاملہ کی نوعیت اور لوہے کی گرمی کا اندازہ ہو گیا۔ مَیں ظہر تک اُسی ہال میں بیٹھا رہا۔ انوری صاحب نے ادھر آ کر نہ جھانکا۔ 12 بجے مَیں ڈیوٹی شروع کرتا تھا لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ اگر یہ بات آج کلیئر نہ ہوئی تو معاملہ مزید بگڑ جائے گا مَیں ڈیوٹی پر نہیں گیا۔ ظہر کی نماز پر انوری صاحب مسجد آئے تو مَیں نے اُن سے بات کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے پوچھا کہ ڈیوٹی پر نہیں گئے تو میں نے کہا کہ نہیں میرے نزدیک بات کلیئر ہونا زیادہ ضروری ہے۔ تب وہ مجھے اپنے دفتر میں لے کر گئے اور مجھ سے میرا مدّعا سن کر بس اتنا کہا کہ جو قائد منتخب ہوا وہ چندہ عام نہیں دیتا۔ میں نے ان کو بتا دیا تھا کہ وہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی شروع کریں۔ جب تک وہ ایسا نہیں کریں گے میں ان کا نام مرکز میں ارسال نہیں کروں گا۔ میں نے جواباً عرض کی کہ آپ یہ بات اجلاس طلب کر کے بتا دیں تاکہ کسی کو چہ مگوئیوں کا موقعہ نہ ملے۔ چنانچہ اتوار کے روز مکرم انوری صاحب نے اجلاسِ عام طلب کیا اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں عہدیداران کے مثالی کردار کی اہمیت پر بڑی پُراثر تقریر کی۔ اجلاس کی ضرورت، اہمیت اور کارروائی سے متعلق جو رپورٹ مرکز میں ارسال کی اس پر مرکز کا ارشاد آیا کہ قائد کا نیا انتخاب کروا دیا جائے۔ چنانچہ مرکز کے ارشاد پر نیا انتخاب کروا دیا گیا اور مکرم شوکت حیات پراچہ صاحب قائد منتخب ہوئے۔

آج کے ماحول میں ماضی کے بظاہر اس چھوٹے سے واقعہ کا تجزیہ کیا جائے تو تربیتی اور انتظامی لحاظ سے مکرم انوری صاحب کا اقدام بروقت اور فرائضِ منصبی کے عین مطابق تھا۔

Bundesamt میں بیانات

دوستوں کی طرف سے Bundesamt میں دیئے جانے والے بیانات اور ان پر ایڈمنسٹریٹر جج کی طرف سے دکھایا جانے والا ردّعمل جرمنی میں نووارد ہونے والے پاکستانی احمدیوں کے لئے پریشانی کا باعث بن رہا تھا۔ اس کا ایک حل یہ سمجھا گیا کہ احباب کو بیان دینے کا طریق سمجھا دیا جائے۔ لیکن بیان لینے اور فیصلہ کرنے کی مجاز اتھارٹی مذہبی تفریق پر کئے جانے والے ظلم کو جینیوا کنونشن میں پاس کئے جانے والے سیاسی پناہ کے قانون میں شامل کرنے کے لئے تیار نظر نہ آتی تھی۔ البتہ ابھی تک کسی بھی پروٹوکول پر منفی فیصلہ بھی جاری نہیں کیا تھا۔ احباب

کے ساتھ ساتھ مکرم انوری صاحب اپنی جگہ پریشان تھے جنہوں نے بڑی اُمید کے ساتھ اس کام کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ باہمی مشورہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ چند نئے وکلاء سے مشورہ کیا جائے۔ ابھی تک ایک ہی وکیل مسٹر ہوف مین تھا جو ہر سائل کو ایک ہی قسم کا خط ہاتھ میں تھما دیتا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر Mr. Klaus Wante نامی وکیل منظر میں شامل ہوئے۔ پہلے تو مکرم انوری صاحب نے Klaus Wante کو 1953ء اور 1974ء میں پاکستان میں احمدیوں کو پیش آنے والی مشکلات پر تفصیلی بریفنگ دی۔ حکومت کے رویہ اور علماء کی طرف سے کی جانے والی بدزبانی اور ان رویوں پر سیاستدانوں کا طرز عمل وکیل صاحب کو بتایا گیا۔ ان کے اصرار پر تحریری ثبوت پاکستان سے منگوائے گئے۔ اب تک Zirndorf میں ہونے والی پروٹوکول پر سائل بغیر وکیل کے پیش ہو رہے تھے۔ اس کی وجہ غریب الدیار ہجرت پر مجبور احمدیوں کے پاس سرمایہ کی کمی تھی۔ جو کچھ ساتھ لائے تھے وہ کرایہ کے مکانوں کے ایڈوانس اور وکیل کی ابتدائی فیس کی نذر کر چکے تھے۔ چنانچہ Zirndorf میں پیش آنے والے حالات کے پیشِ نظر ایک سائل کی پروٹوکول پر وکیل Klaus Wante کو ساتھ بھجوایا گیا جنہوں نے احمدیہ کیس تفصیل کے ساتھ Bundesamt für Asyl کے آگے بیان کیا اور جج کی جرح کے جوابات دیے۔ اس موقعہ پر عدالت کی طرف سے تحریری ثبوت مہیا کرنے کے لئے کہا گیا اور اس کے لئے تین ماہ کی مہلت مل گئی۔ اس سماعت کا ایک فوری فائدہ یہ ہوا کہ مزید پروٹوکول آنا بند ہوگئیں جو ان حالات سے خوفزدہ احمدیوں کے لئے سکھ کا سانس لینے کے مترادف تھا۔ مرکز کی طرف سے لندن مشن سے رابطہ رکھنے کا ارشاد موصول ہوا۔ مکرم امام بشیر احمد رفیق صاحب اور مکرم چوہدری رشید احمد صاحب نے بڑی محنت سے ایک کتاب From the World Press تیار کر کے شائع کی جس میں 1974ء میں احمدیوں کے خلاف برپا ہونے والے فسادات پر دنیا کے اخبارات نے جو کچھ شائع کیا اس کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب نے جرمن اداروں کو احمدیوں کے اسائلم کیس کو سمجھنے میں بہت مدد دی۔ جو مواد ہم نے Bundesamt کو پیش کیا اس کی تصدیق کے لئے Bundesamt نے اس مواد کو جرمن سفارتخانہ اسلام آباد کو بھجوا دیا۔ اس طرح ہجرت پر مجبور احمدیوں کو جرمنی میں سکون کا ماحول میسر آیا اور لوگ روزگار کی تلاش میں زیادہ توجہ سے سرگرداں ہو گئے۔ اس دوران احمدیوں کی جرمنی میں آمد کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اور اس مرحلہ پر ایک نئے وکیل Mr. Wagner وکلاء کی ٹیم کا حصہ بنے۔ ان وکلاء کو ان حالات سے آگاہ رکھنا جو احمدیوں کو پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور کر رہے تھے، آنے والوں کے لئے رہائش کی تلاش، پروٹوکول کی تیاری میں مدد، اہل محلہ کی طرف سے ایریا پولیس کو جانے والی شکایات کا ازالہ، حالات سے جلد دلبرداشتہ ہو جانے والوں کا حوصلہ بڑھانا، بیماروں کی تیمارداری یہ سب بار مشنری مکرم فضل الٰہی انوری صاحب نے اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ ہاتھ بٹانے کو میرے جیسے چند ناتجربہ کار نوجوان موجود تھے جن کی تعداد میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا رہا لیکن اصل ذمہ داری مکرم انوری صاحب پر تھی جو انہوں نے خوب نبھائی اور اسی لئے وہ اب بھی ہماری دعاؤں میں شامل ہیں۔

جرمنی میں جماعتوں کا قیام

Bundesmat کی طرف سے پروٹوکول کے لئے بلانے کا سلسلہ تھا تو لوگ سکون میں آئے لیکن مکرم انوری صاحب ایک متحرک شخصیت تھے۔ انہوں نے ان شہروں میں جاکر احمدیوں سے ملاقاتیں کرنی شروع کر دیں جہاں سرکاری طور پر احمدیوں کو منتقل کیا گیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب آنے والے مہاجرین کو حکومت مستقل سکونت کے لیے زیادہ تر بڑے شہروں میں بھجواتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ ضلعی ہیڈ کوارٹر جس کو جرمن میں Kreisstadt کہتے ہیں لوگوں کو بھجوایا گیا لیکن بعد میں جب اس قانون کو جرمنی میں آبادکاری کا ذریعہ بنا لیا گیا اور دیگر کئی ممالک نے بہتے دریا میں ہاتھ دھونے شروع کر دیئے تو یہ کیفیت بدل گئی اور دور دراز کے گاؤں میں بھی لوگوں کو بھجوایا جانے لگا لیکن یہ کیفیت 1988ء کے بعد شروع ہوئی۔

جرمنی میں آبادکاری کے اعتبار سے جرمن جماعت کئی مراحل سے گزری۔ جس کا ذکر ساتھ ساتھ آتا رہے گا۔ جب مکرم انوری صاحب نے خبرگیری کے لئے دوسرے شہروں میں جانا شروع کیا اُس وقت مشن کی مالی حالت اتنی اچھی نہ تھی۔ دوسرے شہروں میں جانے کے لئے ریلوے کا نظام تھا یا پھر Mitfahr کی سہولت تھی۔ کار میں سفر کرنے والوں کے پاس جتنی سیٹیں خالی ہوتیں معمولی معاوضہ کے عوض وہ اتنے مسافر ساتھ بٹھا لیتے۔ گو اس میں بہت زیادہ وقت صرف ہوتا۔ موبائل فون تو تھا نہیں اس لئے صبح تیار ہو کر Mitfahr کے دفتر پہنچ جاؤ اور قسمت آزمانے کے لئے انتظارگاہ میں بیٹھ جاؤ۔ 1976/77ء میں مکرم انوری صاحب نے بطور مشنری یہی وسیلہ سفر اختیار کیا۔ لیکن ان دوروں کے نتیجہ میں آپ نے محسوس کیا کہ احباب کو ایک نظام کے تابع لانا بہت ضروری ہے اور اس کے لئے جماعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس بارے میں آپ نے اپنے دست راست مکرم مرزا محمود احمد صاحب سیکرٹری مال ابن مکرم مرزا محمد شفیع صاحب کاتب اور چند دوستوں کو آگاہ کیا۔ سب سے پہلے فرانکفرٹ میں حلقہ جات بنائے گئے جن کی بنیاد ایریا کے علاوہ بلڈنگز کے ناموں پر بھی تھی۔ مثلاً Neuhof, Fritz Tarnow، حلقہ بان ہوف میں نور مسجد۔ Niderrad , Sachsenhausen سب شامل تھے۔ حلقہ Zoo اور Rodelheim Höchst ابتدائی حلقہ جات تھے۔ لیکن یہ سب عارضی ٹھکانے تھے۔ جس کو جہاں سر چھپانے کو جگہ ملی شروع میں سما گیا۔ کمروں میں گنجائش سے زیادہ افراد کی موجودگی یہ سب عارضی انتظام تھے۔ اسی لئے یہ حلقہ جات قائم نہ رہ سکے اور مشنری مکرم منصور احمد خان صاحب نے حلقہ جات کی نئی ترتیب قائم کی۔ البتہ فرانکفرٹ کے بعد مکرم انوری صاحب نے فرانکفرٹ مشن کے ماتحت شہروں میں جماعتوں کا قیام عمل میں لانا شروع کیا۔ ابتدائی جماعتوں میں ہائیڈل برگ،

کولون، Nürnberg , Bietigheim, Reutlingen , Weißenheim Ratingen , Mühlheim Ruhr کے نام ذہن کے پردے پر محفوظ ہیں۔ یہی عمل ہمبرگ مشن کے ماتحت شہروں میں مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب کی نگرانی میں دہرایا گیا۔ لیکن ابتداء میں جرمنی کے شمال میں کم احمدی بھجوائے گئے اس لئے وہاں جماعتوں کی تعداد بھی کم رہی البتہ ہمبرگ شہر میں حلقہ جات کا قیام بھی فرانکفرٹ کی طرز پر عمل میں آیا۔

مکرم والد محترم کی جرمنی میں پہلی بار آمد

جماعت کو 1974ء میں پاکستان میں جن تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا پڑا اور جس طرح احمدیوں کے مال واسباب کو لوٹ کر مکانات کو آگ لگا دی گئی اس سے خاندانوں کے خاندان متاثر ہوئے۔ اتنے بڑے نقصان کے باوجود بفضلِ خدا جماعت کی بہت بڑی اکثریت اپنے عقیدہ اور ایمان پر قائم رہی۔ اس زمانہ میں جماعت کو جن حالات کا سامنا تھا اس کے اثرات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی صحت پر پڑ رہے تھے۔ جب حضور کو گردوں کی بیماری مزید بڑھ گئی تو ڈاکٹری مشورہ پر حضور علاج کے لئے انگلستان تشریف لے آئے۔ حضور نے اپنے قافلہ کے لئے جن خدام کا انتخاب کیا اس میں خاکسار کے والد (مکرم مسعود احمد دہلوی صاحب) بھی شامل تھے۔ حضور کو انگلستان آئے ایک ماہ ہوا تھا کہ ایک شام حضور نے والد صاحب کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''علاج میں وقت لگ رہا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ مَیں کسی اور ملک کا سفر اختیار کر سکوں۔ آپ کے بچے جرمنی میں ہیں آپ ان کو تو مل آئیں۔ ساتھ کھڑے مکرم امام رفیق صاحب کو کہا ''دہلوی صاحب کے جرمنی جانے کا بندوبست کریں''۔

اس طرح حضور کی شفقت کے نتیجہ میں میرے والد صاحب پہلی بار جرمنی تشریف لائے۔ مَیں اور میرے برادر اکبر سلمان احمد خان (مرحوم) ان دنوں دعا کیا کرتے تھے کہ کاش والد صاحب جرمنی آ جائیں لیکن والد محترم کی طبیعت کو جانتے ہوئے کہ وہ اپنی ذات کے لئے کوئی درخواست حضور کے سامنے نہیں کریں گے۔ ان کی تمام تر توجہ اس ڈیوٹی کی ادائیگی کی طرف رہے گی جس غرض سے وہ حضور کے ہمراہ ہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے حضور کے دل میں ڈالا اور حضور نے باپ بیٹوں کی ملاقات کروانا ضروری خیال کیا۔

مکرم والد صاحب جب جرمنی آئے تو مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب امریکہ کے سفر کی تیاری میں تھے۔ دونوں کے درمیان گہرے مراسم تھے۔ ایک روز مکرم جہلمی صاحب بضد ہو گئے کہ دہلوی صاحب مَیں نے آپ کی داڑھی پر خضاب لگانا ہے۔ والد صاحب نے لاکھ سماجت کی کہ مَیں نے کبھی رنگ کا استعمال نہیں کیا۔ حضور چہرہ دیکھ کر کیا کہیں گے۔ مکرم جہلمی صاحب بضد کہ جرمنی پہلی بار آئے ہیں۔ یہاں کے تحفہ کے ساتھ لوٹنا ہے۔ میں اپنے کام پر تھا۔ شام کو مشن ہاؤس گیا تو جہلمی صاحب اپنی سکیم میں کامیاب ہو چکے تھے۔ جس دن والد صاحب واپس لندن روانہ ہوئے مکرم جہلمی صاحب نے مکرم امام رفیق صاحب کو فون پر بتا دیا کہ دہلوی صاحب روانہ ہو گئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر پہچان میں نہ آئیں تو اعلان کروا لیجیے گا۔ جہلمی صاحب کے اس فقرہ نے وہاں تجسس پیدا کر دیا اور وہاں واقعی والد صاحب کا انتظار شروع ہو گیا۔ والد صاحب لندن پہنچے تو ان کا استقبال ایک نئے مہمان کے طور پر کیا گیا۔ قافلہ کے اراکین مشن ہاؤس کی جس منزل پر ٹھہرے ہوئے تھے وہاں موجود ڈرائنگ روم میں ہر شام ایک نجی محفل لگتی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بھی تھوڑی دیر کے لئے تشریف لاتے۔ اس روز اس نجی محفل میں جس میں حضور نے بھی حصہ لیا سب کے تیروں کا رخ والد صاحب کی طرف رہا۔ مکرم امام رفیق صاحب کو اللہ موقعہ دے۔ اس نجی محفل کا احوال مکرم مبارک احمد ساقی صاحب (مرحوم) مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ اب تو اس محفل کے سب شرکاء اللہ کو پیارے ہو چکے۔ بزرگان کے درمیان آپس میں ہونے والی مزاحیہ گفتگو کا ذکر کرنا مناسب نہیں۔

بقیہ از صفحہ 32

مہمانوں کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے سمجھایا کہ بلاشبہ ان انعامات کی اپنی قدر و قیمت ہے لیکن ایک واقفِ زندگی کے لیے اس سے کہیں بلند تر مسابقت وہ ہے جس کی تلقین قرآن کریم فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کے ذریعے فرماتا ہے۔ حقیقی کامیابی نیکی، تقویٰ، خدمتِ دین اور مکارمِ اخلاق میں سبقتِ خیر کی روح اپنے اندر پیدا کرنے میں ہے جس سے انسان کو قربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے جو اس کی اصل منزل ہے۔ موصوف نے اپنے مخصوص مؤثر اسلوب میں یہ مضمون یوں سمیٹا کہ قربِ خداوندی اپنی دنیاوی خواہشات کے گلے پر چھری پھیرنے کا نام ہے اور اس ضمن میں آپ نے حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی مثال دی اور آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ سعادت عطا فرمائے کہ ہم اطاعت کے اُس مقام تک رسائی پائیں جہاں اپنی پسند، اپنی تدبیر اور اپنی خواہش کو منشائے خلافت کے تابع کر دیں اور عمر بھر وفا اور اخلاص کے ساتھ اپنے عہدِ بیعت اور وقف کے تقاضوں کو نبھاتے چلے جائیں۔ آمین۔

مکرم پرنسپل صاحب کی اس پُرمغز تقریر کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی جس کے ساتھ یہ دل نواز تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

اس کے بعد نہایت پُرتکلف ضیافت میزوں پر ہی پیش کی گئی۔ کھانے سے فراغت کے بعد جامعہ کے صحن میں چائے اور دیگر لوازمات کے ساتھ حاضرین کی تواضع کی گئی۔ تقریب کا یہ آخری مرحلہ بھی پُرلطف ثابت ہوا۔ اس دوران مہمانوں کو ایک دوسرے سے ملنے، باہم تعارف بڑھانے اور اخوّت کے رشتوں کو مزید مستحکم کرنے کا ایک موقع میسر آیا۔

دیگر مہمانوں کی طرح مَیں بھی اس تقریب سے اپنے گھر لوٹ آیا مگر اس تقریب کی دل نشین یاد دیر تک دل کے اُفق پر شام کے ستاروں کی مانند جھلملاتی رہی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان ستاروں کی لطیف روشنی اب تک گوشۂ دل کو منور کیے ہوئے ہے اور ان کی حرارت ہنوز رگِ جاں میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمن بینکوں میں اربوں یورو کس کے ہیں؟

جرمنی کی گزشتہ حکومت کی طرح موجودہ حکومت بھی سرکاری اخراجات میں کمی اور بجٹ خسارے پر قابو پانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جرمن بینکوں اور مالیاتی اداروں میں نامعلوم اربوں یورو مالیت کی خطیر رقم موجود ہے جن کا کوئی والی وارث نہیں اور ان نامعلوم غیرفعال اکاؤنٹس کا استعمال بھی نہیں ہو رہا۔ ایسے اکاؤنٹس میں تقریباً 4.2 ارب یورو موجود تھے تاہم دیگر اداروں کے مطابق یہ رقم 9 ارب یورو تک ہوسکتی ہے۔ ماہرین کے مطابق جیسے جیسے لوگ عمر رسیدہ ہوتے جاتے ہیں بینکوں میں جمع ان کی رقوم کی کوئی خبر نہیں لیتا پھر اکثر ایسے افراد انتقال کر جاتے ہیں۔ بعد میں ان کے ورثاء کو ایسے اکاؤنٹس کا سراغ نہیں ملتا۔ ڈیجیٹل بینکاری نے اس کو مزید مشکل بنا دیا ہے۔

جرمنی میں اسلام دشمنی میں اضافہ

جرمنی جیسے سیکولر ملک میں بھی اب مذہبی بنیادوں پر پرتشدد کارروائیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اسلام بالخصوص اس کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اس کا انکشاف نفرت انگیز اور اسلام دشمن واقعات کی نگرانی کرنے والے ایک نیٹ ورک CLAIM کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال مسلمانوں کے خلاف 4096 واقعات رپورٹ ہوئے ہیں جن میں 214 واقعات جسمانی تشدد کے تھے۔ رپورٹ کے مطابق 2024ء میں 16 جرمن ریاستوں میں سے 13 میں مسلمانوں کے خلاف 3080 واقعات ریکارڈ ہوئے تھے۔ اب گزشتہ سال ایسی ریاستوں کی تعداد بڑھ کر 15 ہو گئی ہے۔ CLAIM کی رپورٹ کے مطابق متاثرین کو خاص طور پر سکولوں، سرکاری اداروں اور پولیس کے معاملات میں شکایات درج کرواتے ہوئے بڑی رکاوٹوں کا سامنا کرتا ہے۔

امریکی سینیٹ میں صدر ٹرمپ کی ایران پالیسی کے خلاف قرارداد منظور

منگل 23 جون کو امریکہ کی سینیٹ نے ایک ایسی قرارداد کی منظوری دی ہے جس میں ایران کے خلاف کارروائی روکنے کا کہا گیا ہے اور صدر کے اختیارات کو محدود کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ مزید یہ کہ اب صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو ایران کے خلاف فوجی کارروائی جاری رکھنے کے لیے کانگریس کی منظوری حاصل کرنا ہو گی۔ امریکی صدر ٹرمپ نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے خلاف فوجی کارروائی کے اختیارات محدود کرنے کے لیے پیش کی جانے والی کانگریسی قراردادیں آئین سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ انہوں نے تنقید کرتے ہوئے اسے بے وقت اور بے معنی قرار دیا ہے۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ ریپبلکن ارکان کی اکثریت رکھنے والی سینیٹ میں قرارداد 48 کے مقابلے میں 50 ووٹوں سے منظور ہوئی۔ امریکی صدر کے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ٹروتھ سوشل کے مطابق ''ایران شکست کے قریب تھا، لیکن سینیٹ نے وار پاورز ایکٹ کے تحت ووٹنگ کر کے ان کے کام کو مزید مشکل بنا دیا۔ ان سینیٹرز نے میرا کام مشکل ضرور کر دیا ہے، لیکن میں کسی نہ کسی طریقے سے اپنا مقصد حاصل کر لوں گا، کیونکہ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہوں''۔

ایک ہزار عمرہ زائرین سعودی شاہی مہمان

سعودی عرب کے فرمانروا اور خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز السعود نے دنیا بھر سے ایک ہزار عمرہ زائرین کی منظوری دی ہے جنہیں سال بھر مختلف اوقات میں سعودی عرب میں شاہی مہمان کے طور پر بلایا جائے گا۔ پہلے مرحلے میں 16 ایشیائی ممالک سے تعلق رکھنے والے 250 عمرہ زائرین کو سعودی عرب مدعو کیا جائے گا۔ سعودی وزیر اسلامی امور عبداللطیف الشیخ نے اس موقع پر خادم الحرمین الشریفین اور ولی عہد محمد بن سلمان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے سعودی قیادت کے عزم کا مظہر ہے۔

مرتبہ: مکرم منور علی شاہد صاحب

آگے بڑھتے رہو دم بدم دوستو

کولون میں پروگرام موازنہ مذاہب کا انعقاد

10 جون بروز بدھ بیت النصر کولون میں مقامی شعبہ تبلیغ کی جانب سے ایک خصوصی پروگرام بعنوان ''موازنہ مذاہب'' منعقد ہوا جس میں دنیا کے تین بڑے مذاہب اسلام، مسیحیت اور یہودیت کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اسلام کی نمائندگی میں مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ، مسیحیت کی نمائندگی Dr Urrich Hover جبکہ یہودیت کی نمائندگی Rafi Rothenberg نے کی۔ اس دلچسپ و علمی پروگرام میں ہر مذہب سے کیے گئے تین تین سوالات کے جوابات نمائندگان کی جانب سے دیئے گئے تھے جبکہ ایک مشترکہ سوال تینوں مذاہب کے لئے تھا۔

پروگرام کے آغاز میں تینوں مذاہب سے درج ذیل مشترکہ سوال پوچھا گیا:

موت کے بارے میں آپ کے مذہب کی کیا تعلیم ہے؟ اور جب کوئی انسان اپنے پیارے کو کھو دیتا ہے، تو یہودیت، عیسائیت اور اسلام اسے صبر، امید اور تسلی کا کون سا پیغام دیتے ہیں؟

دیگر سوالات درج ذیل ہیں:

سوالات برائے یہودیت

1. یہودیت کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ یہودی مذہب کے کون سے بنیادی عقائد اور اقدار یہودی زندگی کی رہنمائی کرتے ہیں؟ 2. لبرل یہودیت اور دیگر یہودی مکاتبِ فکر میں کیا فرق ہے اور ان کے درمیان کون سی مشترک باتیں پائی جاتی ہیں؟ 3. یہودیت کی کون سی بنیادی اقدار مختلف مذاہب اور نظریات رکھنے والے لوگوں کے درمیان محبت، احترام اور پُرامن بقائے باہمی کو فروغ دے سکتی ہیں؟

سوالات برائے عیسائیت

1. عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو ''خدا کا بیٹا'' کیوں کہتے ہیں جبکہ خدا انسان نہیں، تو اس اصطلاح کو عیسائیت میں کس طرح سمجھا جاتا ہے؟ 2. اگر حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، تو پھر انہیں صلیب پر کیوں چڑھایا گیا؟ عیسائیت میں اس واقعہ کی کیا اہمیت ہے؟ 3. عیسائی عقیدۂ تثلیث کو کیسے سمجھتے ہیں؟ کیا اس کا مطلب تین خدا ہیں، یا ایک خدا کی مختلف صفات اور تجلیات؟

سوالات برائے اسلام

1. اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ کیا آپ چند مختصر نکات میں اسلام کے مرکزی پیغام کو بیان کر سکتے ہیں؟ 2. قرآنِ کریم حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے اور اسلام میں ان کا کیا مقام ہے؟ 3. اسلام کی کون سی بنیادی اقدار مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے لوگوں کے درمیان امن، احترام اور باہمی ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہیں؟

یہ ایک دلچسپ علمی تقریب رہی جس میں شاملین نے جملہ علمی اور دینی سوالات کے جوابات کو بہت شوق سے سنا۔ پروگرام میں 24 مہمان اور 25 احباب جماعت شامل تھے۔ مکرم ذیشان محمود صاحب نے ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے۔ اختتام پر شاملین کی تواضع کھانے سے کی گئی۔

جلسہ یومِ والدین

مسجد بیت النصر کولون میں 7 جون بروز اتوار جلسہ یوم والدین منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری تربیت نے کی۔ عائلی مسائل کے تناظر میں منعقدہ اس تقریب میں 60 احباب، 55 خواتین نے شرکت کی جبکہ 22 فیملیز آن لائن شامل ہوئیں۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم راشد تنویر صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ پڑھا، جرمن ترجمہ مکرم عطاء الصبور صاحب نے پڑھا۔ مکرم منور احمد ناصر صاحب نے نظم پڑھی جس کا جرمن ترجمہ مکرم مامون ناصر صاحب نے پیش کیا۔ مکرم نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت نے اپنی تقریر میں عائلی معاملات کے حوالہ سے حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی طرف احباب کو خصوصی توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ آخر پر ضیافت کی ٹیم کی جانب سے شاملین جلسہ کو پیک کھانا تقسیم کیا گیا۔

گیزن میں امن سمپوزیم کا انعقاد

3 جون کو گیزن میں ایک امن سمپوزیم کا انعقاد ہوا جس کا بنیادی مقصد علاقے میں بین المذاہب و سماجی مکالمے کا فروغ اور امن، بھائی چارہ و باہمی احترام کی ضرورت و اہمیت پر تبادلہ کرنا تھا۔ تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ ابتداء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمائندے لیون نیکامپ اور امام انس احمد جاوید صاحب نے امن، انسانی حقوق اور سماجی ذمہ داریوں کے مختلف اور اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ دوران تقریب ایک پینل ڈسکشن بھی ہوئی۔ پینل میں چھ مختلف مذہبی، سماجی، سیاسی اور قانون کے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات شامل تھیں۔ اس موقع پر شرکاء امن سمپوزیم نے بھی امن سمیت دیگر عالمی چیلنجز پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سوال و جواب کے سیشن میں شرکاء تقریب نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ امن سمپوزیم کا اختتام دعا سے ہوا۔ کل شرکاء کی تعداد 60 تھی جن میں 35 غیر احمدی مہمان تھے۔ شاملین کی تواضع چائے، کافی اور کیک سے کی گئی۔

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ مارچ 2026ء

رپورٹ: مکرم فاروق احمد چیمہ صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو شعبہ ایثار کے تحت ماہِ مارچ 2026ء میں کل 9053 بے گھر افراد میں کھانا تقسیم کرنے کا موقع ملا جس میں 15 علاقہ جات کی 97 مجالس کے 527 انصار نے خدمت کی سعادت پائی۔ دورانِ ماہ درج ذیل مجالس کو احمدیہ لنگروین کے ذریعہ کھانا تقسیم کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔

میونخ، ایزرلون، ڈورٹمنڈ، فرانکفرٹ، Essen, Kranichstein Ost-West

شجرکاری مہم

ماہ مارچ میں مجلس میونسٹر ہیسن، اوسنابرک نورڈ میں پودے لگائے گئے۔ ان تقریبات میں شہروں کے میئرز نے بھی شرکت کی جن کے ساتھ ان کی کابینہ کے ممبران بھی تشریف لائے اور ایک مجلس میں مقامی اخبار کے نمائندہ بھی شامل ہوئے۔ ان پروگرامز میں کل 10 جرمن مہمانان نے شرکت کی۔ ناظمینِ اعلیٰ علاقہ جات اور زعماءِ مجالس کے ساتھ کل 33 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ مقامی مربیانِ سلسلہ اور مرکز سے محترم خواجہ رفیق احمد صاحب ایڈیشنل قائد ایثار نے بھی تشریف لا کر جماعت کا تعارف کروایا۔

ذہانت وصحتِ جسمانی

مجلس انصاراللہ جرمنی جسمانی طور انصار کو فعال رکھنے کے لیے دورانِ سال ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ اس سلسلہ میں ماہِ مارچ میں جرمنی بھر کی 66 مجالس میں سپورٹس کے مختلف پروگرامز کا انعقاد ہوا جس میں صفِ اوّل کے 225 اور صفِ دوم کے 329 انصار شامل ہوئے۔

مجالس کی سطح پر علمی ریلیز کا انعقاد

29 مارچ کو مجالس کی سطح پر علمی ریلیز کا انعقاد کیا گیا جس کے لیے تمام مجالس، زونز اور علاقہ جات میں ہدایات بھجوائی گئیں۔ موصولہ رپورٹس کے مطابق 150 سے زائد مجالس میں علمی ریلیز کا انعقاد ہوا۔

تبلیغی سرگرمیاں

ماہِ مارچ کے دوران 56 اوپن لائبریریز میں 350 کتب رکھوائی گئیں۔ نیز دورانِ ماہ 7068 کی تعداد میں مفت لٹریچر اور 131348 فلائرز تقسیم کئے گئے اور انفرادی طور پر سٹال پر آنے والوں کو جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ پروگرامز میں صفِ اوّل کے 595 اور صفِ دوم کے 756 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔

نیز دورانِ ماہ درج ذیل مجالس کو تبلیغ سٹینڈ لگانے اور پوسٹرز آویزاں کر کے جماعت کا پُرامن پیغام لوگوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔

Offenbach Mitte, Weil der Stadt, Kaiserlautern, Essen, Filderstadt, München

استقبالیہ پروگرامز صفِ دوم

ماہ مارچ میں صفِ دوم کے تحت مجلس انصاراللہ میں (خدام الاحمدیہ) سے نئے شامل ہونے والے انصار کے لیے بیت العلیم Würzburg میں استقبالیہ پروگرام منعقد کیا گیا جس میں علاقہ بائرن کے 7 انصار شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت کے ساتھ ہوا۔ عہد اور نظم کے بعد محترم بشیر احمد رہان صاحب، صدر مجلس انصاراللہ جرمنی اور محترم حافظ محمد ظفراللہ صاحب، نائب صدر صفِ دوم نے نئے شامل ہونے والے انصار کو ان کی ذمہ داریوں اور تنظیمی امور سے آگاہ کیا۔ اس موقع پر نئے شامل ہونے والے بھائیوں کو تحفہ اور یادگار کے طور پر جائے نماز، ناصر کا رومال، ڈائری، پین اور بیج دیئے گئے۔ کھانے کے بعد نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

Westerkappeln میں شجرکاری کا ایک منظر

اوفن باخ میں تبلیغ سٹال کا ایک منظر

اک دیوانہ اَور چل بسا

جرمنی کے ایک معروف خادم سلسلہ مکرم منوّر احمد صاحب کا ذکرِ خیر

مکرم صادق محمد طاہر صاحب

اللہ تعالیٰ کا یہ اٹل قانون ہے کہ جو بھی دنیا میں آیا اسے آخر اسی اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس دنیائے فانی میں آ کر جانے والے اپنی مختلف یادیں چھوڑ جاتے ہیں مگر خوش قسمت ہیں وہ جو خدا کی رضا کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی نیک یادیں پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے ہی ہمارے ایک بھائی مکرم منور احمد صاحب وڑائچ (گروس گیراؤ) کا تذکرہ مقصود ہے جن کو اللہ کے فضل سے مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی سعادت ملی۔ آپ مورخہ 25 مئی 2026ء بروز سوموار تقریباً بارہ بجے دوپہر اپنے خالقِ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 10 مارچ 1962ء کو مکرم محمد حیات صاحب وڑائچ کے ہاں بشیر آباد (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ محترمہ رسول بی بی صاحبہ کے والد محترم چودھری حاکم دین صاحب کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل تھا۔ جہاں آپ کے والدین اللہ کے فضل سے دیندار اور نیک نامی رکھتے تھے وہاں مکرم منور احمد صاحب مرحوم کو بھی اُن کی نیکیوں سے حصہ ملا، فالحمدللہ۔ مرحوم ابتداء سے ہی سلسلہ کی خدمت کا شوق رکھتے تھے۔ ملازمت کے سلسلے میں کچھ عرصہ کراچی میں مقیم رہے اور پھر 1983ء میں ہجرت کر کے جرمنی آ گئے۔ یہاں بھی آپ کو اسائلم کے سلسلے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نیز اس دوران آپ کا ایک کم سن بیٹا نوروز احمد ساڑھے سات سال کی عمر میں اچانک ایک حادثہ میں وفات پا گیا جو کہ دیارِ غیر میں ایک بڑا صدمہ تھا جسے آپ نے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا دیا، اس کا نام بھی حضورؒ نے نوروز عطا فرمایا جو کہ اب اللہ کے فضل سے شادی شدہ ہے۔ ان تمام مشکلات کے باوجود اپنے روزگار کے لیے بھی محنت کرتے رہے اور خدمتِ دین میں بھی مسلسل اور جانفشانی سے بھرپور حصہ لیتے رہے۔

آپ کی اہلیہ کے بقول انہیں خدمتِ دین کا جنون تھا۔ دن رات خدمت پر کمربستہ رہتے۔ یہاں تک کہ اجتماعات اور جلسہ سالانہ کے دنوں میں ایسا بھی ہوا کہ چار بجے علی الصبح گھر پہنچے، ایک گھنٹہ آرام کے بعد کال آئی تو فوراً خدمت کے لیے حاضر ہو گئے۔ آپ کو قائد مجلس، مہتمم وقارِعمل نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری، لوکل امیر گروس گیراؤ کے علاوہ ایک لمبا عرصہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماعات میں بطور ناظم اعلیٰ اور جلسہ سالانہ جرمنی میں بطور ناظم تیاری اور پھر نائب افسر جلسہ سالانہ خدمات کی توفیق ملی۔ تمام میٹنگز میں باقاعدگی سے حصہ لیتے حتیٰ کہ گزشتہ چند سالوں میں کینسر کی تکلیف دہ علالت میں بھی کوشش کرتے کہ خود حاضر ہوں۔ ایک بار جب کہ سٹٹگارٹ میں جلسہ کے انتظامات کے دنوں میں ہائیڈل برگ ہسپتال میں داخل تھے وہاں تھیراپی کے دوران بھی خود جلسہ گاہ جاتے رہے اور اپنے فرائض نہ صرف خود ادا کیے بلکہ اپنے کارکنان کو بھی ساتھ اپنی گاڑی میں لے کر جاتے رہے اور پھر رات کو ہسپتال آ جاتے۔

آپ کے ساتھ خدمات بجا لانے والے سبھی کارکنان ان کے احساسِ ذمہ داری کی گواہی دے رہے ہیں۔ اکثر احباب سے بات کرنے کے علاوہ خاکسار کا اپنا مشاہدہ اور تجربہ بھی یہی ہے کہ نہایت عاجزی، انکساری، خندہ پیشانی اور تحمل مزاجی کا پیکر تھے۔

دوسروں کی ہمدردی میں ہر وقت خدمت کے لیے کوشاں رہتے۔ اپنی ایک بھتیجی کے گھر گئے جو یونیورسٹی میں زیرِتعلیم تھی۔ اسے نیچے بیٹھ کر ہوم ورک کرتے دیکھا تو فوراً ساتھ لیا اور اس کی پسند کی میز اور کرسی خرید کر دی تاکہ وہ بآسانی اپنی تعلیم مکمل کر سکے۔ ایک بار جماعتی انتخابات کے دنوں میں ایک دوست کو پریشان دیکھا جن کا بقایا 750 یورو تھا۔ ان کا بقایا ادا کر کے کہا کہ اب سکون سے انتخابات میں حصہ لیں اور کبھی ان سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہ کیا۔ اس رویہ کی مثالیں جرمنی کے علاوہ پاکستان میں بھی قائم کیں بعض عزیزوں اور ضرورت مندوں کی مالی خدمت کی اور ان کے مطالبہ پر مزید رقم بھی ان کو ادا کی اور آج تک مطالبہ نہیں کیا۔ پاکستان ایک دوست کی ساٹھ ہزار یورو کی خطیر رقم سے مدد کی اور آج تک مطالبہ نہ کیا۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے مشورہ بھی کرتے۔ اسی طرح گھریلو امور میں اپنے بھائی بہنوں کی اولاد سے بھی مشورہ کرتے اور جو مشورہ اچھا لگتا اسے نہ صرف سراہتے بلکہ دوسروں میں بھی اس کا ذکر کرتے کہ یہ اچھا مشورہ مجھے فلاں نے دیا تھا اور اس سے یہ فائدہ ہوا ہے۔ اسی طرح انہیں تاکید

کرتے کہ اپنے بھائیوں بہنوں کا خیال رکھیں اور ان کا سہارا بنیں اور اپنے اہل وعیال سے بھی حسن سلوک کریں۔

جماعتی انتظامات مثلاً جلسہ اور اجتماعات کے وقت ضروری سامان کی خریداری کے لیے مختلف کمپنیوں، اداروں اور ماہرین سے جانچ پڑتال کے بعد ہمیشہ مناسب اور پائیدار اشیاء کی خریداری کرتے اور جماعت کے اموال میں بچت کی کوشش کرتے اور ساتھی کارکنان کو بھی اس کی تاکید کرتے۔

ان کے بیٹے عزیزم نوروز احمد بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد مکرم منور احمد صاحب کو 2020ء میں بڑی آنت کے کینسر کا مرض لاحق ہوا۔ ابتداء میں تشخیص کے بعد ٹیومر نکال دیا گیا لیکن اس کی باقاعدہ تھیراپی نہ ہوسکی جس کے نتیجے میں بیماری بڑھتی رہی۔ 2023ء میں ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا تو انہوں نے ڈاکٹر کو کہا کہ موت تو بالکل برحق ہے مگر آپ مایوس ہو کر میرا علاج بالکل ترک نہ کریں ایک بار آپریشن کر کے دیکھیں کیونکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی بار بار دعا کی درخواست کی جارہی تھی چنانچہ آپریشن کے بعد طبیعت سنبھلنے لگی۔ انہوں نے بیماری کو بہت حوصلہ، ہمت اور صبر سے برداشت کیا۔ اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نسخہ بھی عطا فرمایا جو کہ استعمال کیا۔ 2024ء میں خون بہنے کی تکلیف شروع ہوئی تو ایمرجنسی میں آپریشن کیا گیا اور قریباً 120 دن ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ دوبارہ کینسر کے عود کر آنے کی تشخیص ہوئی۔ نومبر 2025ء تک مختلف تھیراپیز ہوتی رہیں تاہم بعد میں درد میں کمی اور آرام پہنچانے کے حساب سے ہی علاج ہوتا رہا۔ 15مارچ 2026ء سے 16اپریل 2026ء تک ایک بار پھر ہسپتال میں زیر علاج رہے مگر کمزوری میں اضافہ ہوتا رہا۔ بیماری کے لمبے عرصہ میں کبھی بےصبری اور شکایت نہ کی بلکہ نہایت صبر اور سکون سے حالات کا سامنا کیا۔ دعائیں پڑھتے رہتے، حال پوچھنے پر بتاتے کہ اللہ کا فضل ہے۔ یعنی اللہ پر توکل کے ساتھ ساتھ کسی پر بوجھ نہ بننے کی کوشش کرتے۔ نہایت تحمل مزاج اور دوسروں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھ کر ان کی ہر طرح سے مدد کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

16اپریل 2026ء سے آخری ایام گھر پر ہی گزارے۔ عبادات، مالی قربانی، نظامِ جماعت اور خلافت سے محبت میں ایک عمدہ نمونہ تھے۔ جب ناصر باغ میں مسجد تعمیر ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جو کہ اجتماع کو رونق بخشنے کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے آپ کے پاس آکر فرمایا کہ آپ لوگ جنات ہیں جنہوں نے ایسا کام کیا جو بہت جلد پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

آپ کی نمازِ جنازہ 29 مئی 2026ء بروز جمعہ شام چھ بجے ناصر باغ میں محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے پڑھائی جس میں دور ونزدیک سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ اللہ ان سب کو جزا دے اور ان کی دعائیں مرحوم کے حق میں قبول فرمائے۔ ہر ایک ان میں مرحوم کے نرم رو، نرم خو، دھیمے پن، عجز وانکسار کی تعریف میں رطب اللسان تھا۔ مرحوم کا جسدِ خاکی ربوہ لے جایا گیا جہاں 31 مئی بروز اتوار بعد نماز عصر مسجد مبارک ربوہ میں محترم آصف جاوید چیمہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا، ایک پوتی یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی خدمات دینیہ قبول فرماتے ہوئے اپنے فضل سے اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے، درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر وہمت سے اس صدمہ کو برداشت کرنے اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مرحوم کی لمبی بیماری میں ان کی اہلیہ اور بیٹے نے نہایت صبر واستقلال سے تیمارداری کے جو فرائض انجام دیئے وہ قابل تحسین ہیں اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اسی طرح تمام اقرباء واعزاء نے بھی بہت خدمت اور تیمارداری کی توفیق پائی۔ اللہ سب کو جزا دے، آمین۔

مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نے بتایا کہ خاکسار کو منور احمد صاحب کے ساتھ 1990ء سے جماعتی کام کی توفیق مل رہی ہے۔ مرحوم بہت متقی، مخلص، بےلوث خاموش خدمت کرنے والی اور نمود ونمائش سے بچنے والی پاکیزہ صفات کی حامل شخصیت تھے۔ نرم اور پُرحکمت بات کرتے اور جماعتی کاموں کو اس انداز میں سکھاتے کہ خدمت کی روح اس میں پھونک دیتے۔ مرحوم بہت خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، صائب الرائے، معاملہ فہم اور صلح جو شخصیت کے مالک تھے۔ موصوف لمبا عرصہ جلسہ سالانہ اور جلسہ گاہ میں خدمت کا تجربہ رکھتے تھے۔ 2024ء میں جب خاکسار کے سپرد افسر جلسہ گاہ کی خدمت ہوئی تو ہسپتال میں بستر علالت پر ہونے کے باوجود جلسہ گاہ کے ہر شعبہ کے متعلق تفصیل سے خاکسار کی راہنمائی فرماتے اور اپنے تجربات کی روشنی میں قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔

مکرم راشد ارشد خان صاحب نے بتایا کہ خاکسار 1993ء میں جرمنی آیا اور خاکسار نے پہلا دورہ مکرم منور احمد صاحب کے ساتھ کیا اس دوران انہوں نے میری بھرپور راہنمائی فرمائی۔ خاکسار سے پہلے آپ ناظم اعلیٰ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تھے۔ جب خاکسار ان سے چارج لینے کے لیے گیا تو انہوں نے اجتماع کی تمام فائلیں خاکسار کے سپرد کیں۔ ساتھ ہی تمام امور سمجھائے نیز مختلف کمپنیوں کا تعارف کروایا اور اس کے ساتھ مختلف مسائل سے بھی آگاہ کیا۔ بعد میں بھی ہمارے ساتھ بعض کمپنیوں کے پاس گئے اور ہماری معاونت کرتے رہے۔ خاکسار سے قبل منور صاحب ناظم تیاری جلسہ سالانہ تھے۔ جب خاکسار کے سپرد یہ ذمہ داری ہوئی تو اس موقع پر بھی میری بہت مدد کی۔ آپ جلسہ سالانہ کے ایسے کارکن تھے جن کے بارے میں ہم سب جانتے تھے کہ انہوں نے پہلے دن آنا ہے اور کام مکمل ہونے کے بعد آخری دن جانا ہے۔ بیماری کے دوران بھی جلسہ کے کاموں کے لیے آتے رہتے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

محترمہ بشریٰ اسحاق صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ بشریٰ اسحاق صاحبہ بنت مکرم چودھری ناصرالدین صاحب مرحوم آڈیٹر تحریک جدید مؤرخہ 31 جولائی 2025ء کو وفات پا گئیں،

اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب محقق کی بھانجی اور مکرم چودھری مشتاق احمد ظہیر صاحب مرحوم کی بہو تھیں۔ آپ نیک سیرت، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور جماعت اور خلافت کے ساتھ محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔ جماعتی پروگرامز میں شامل ہونے کی پوری کوشش کرتیں۔ بیماری کے ایام میں بھی کوشش تھی کہ اجلاسات میں شامل ہوسکیں۔ قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کا بہت شوق تھا۔ اپنے پوتوں اور نواسوں کے علاوہ جماعت کے دیگر بچوں کو بھی قرآن پڑھایا کرتیں۔

آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا مظفر احمد شیراز Bad Camberg اور ایک بیٹی نائلہ طارق اہلیہ عدیل احمد طارق چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم شمائل احمد صاحب مربی سلسلہ نے مسجد دارالامان فریڈبرگ میں پڑھائی اور مؤرخہ 5 اگست کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی جہاں تدفین کے بعد مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب نے دعا کروائی۔ (اسحاق احمد، فریڈبرگ)

محترمہ روبینہ حیات صاحبہ

میری پیاری بیٹی عزیزہ روبینہ حیات صاحبہ بنت مکرم ملک فخر حیات صاحب مورخہ 18 فروری 2026ء کو عمرہ کی ادائیگی سے واپسی پر ایئر پورٹ سے گھر آتے ہوئے کار حادثہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملی،

اناللہ وانا الیہ راجعون

میری بیٹی مورخہ 21 اپریل 1999ء کو پیدا ہوئی۔ بچپن سے ہی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی۔ تعلیمی طور پر ہمیشہ نمایاں رہنے کی کوشش کرتی تھی اور جرمنی میں Bio Tech Lab میں بطور ٹیکنیشن کام کر رہی تھی۔ بہت رحم دل اور خداترس تھی۔ اپنے خاندان کے لوگوں سے بھی بہت حسنِ سلوک کرتی تھی۔ جس کسی کو مدد کی ضرورت ہوتی اس کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی۔ بہن بھائیوں کے ساتھ بھی بہت محبّت سے پیش آتی تھی۔ والدین کی اطاعت کرنا اپنا فرض سمجھتی۔ جب وہ جرمنی سے عمرہ کے لیے جا رہی تھی تب بھی جماعتی کتب کو ساتھ رکھ لیا تاکہ سفر کے دوران مطالعہ کر سکے۔ خلافت سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ جب کبھی جلسہ سالانہ جرمنی پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھتی تو جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی۔ تبلیغ کے پروگراموں کے لیے غیر ملکیوں خصوصاً جرمن احباب کو اکثر بلاتی تھی۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھی۔ موصوفہ ملک سلطان احمد صاحب ذیلدار آف کھوکھر غربی کی نواسی اور ملک الف خان صاحب آف کھوکھر غربی کی پوتی تھی۔

عزیزہ کا جنازہ 25 فروری کو Weingarten میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھایا۔ اسی طرح ہمارے لیے یہ بھی بہت سعادت کی بات ہے کہ 18/اپریل 2026ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

(مبارکہ ملک، وائن گارٹن)

محترمہ ممتاز بیگم چودھری صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ ممتاز بیگم چودھری صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری امین الدین طاہر صاحب (Bietigheim) یکم جون 2026ء کو بعمر 73 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت شیخ مولا بخش صاحبؓ (کوٹ مومن سرگودھا) کی پوتی اور ماسٹر شیخ عبداللہ صاحب کی بیٹی تھیں۔ آپ 1991ء میں جرمنی آئیں اور لمبے عرصہ سے Witzenhausen میں رہائش پذیر تھیں جہاں آپ کو جماعتی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔

آپ نے پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 2 جون کو بیت السبوح میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی اور 3 جون کو قبرستان Kornwestheim میں تدفین ہوئی۔ (نورالدین بابر چودھری، صدر جماعت ڈورٹمنڈ)

مکرم زوہیب احمد سراء

مکرم زوہیب احمد سراء صاحب ابن مکرم محمد یعقوب احمد سراء صاحب 9 جون 2026ء کو بعمر 38 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم چک نمبر 6/11L نوردین ذیلدار والا ضلع ساہیوال پاکستان کے رہائشی تھے۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا چوہدری نورالدین ذیلدار سراء صاحب کے ذریعہ 1918ء میں ہوا۔ مرحوم عرصہ دس بارہ سال سے کولون میں مقیم تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں محبت و پیار، خلوص، حسنِ اخلاق اور دوستی کا ایسا نمونہ پیش کیا جسے ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ مرحوم ہمدرد، چھوٹوں سے شفقت اور بڑوں کے ساتھ عزّت واحترام سے پیش آتے۔ خلافت کے ساتھ اخلاص ووفا کا مضبوط تعلق تھا۔ جماعتی کاموں میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی میں جماعت کولون کو شعبہ ضیافت میں خدمت کی توفیق ملتی ہے۔ مرحوم نے تقریباً ہر سال شعبہ ضیافت میں اپنی ٹیم کے ہمراہ ایک فعال ممبر کی حیثیت سے کام کیا۔ چند سال قبل بیت النصر کولون کی مرمت کا کام کافی دن تک جاری رہا۔ مرحوم نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے بھرپور انداز میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اپنے حسنِ اخلاق، ملنساری، خندہ پیشانی اور خدمتِ خلق کے جذبہ کی وجہ سے نہ صرف احبابِ جماعت بلکہ اپنے اردگرد کے ماحول میں بھی قدرومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جن کی اکثریت جنازے میں بھی شامل ہوئی۔

مرحوم نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ، ایک چھ سالہ بیٹی اور بالترتیب چار اور دو سال کی عمر کے دو بیٹے، ایک بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ

17 جون کو Westfriedhof کولون میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔ (مظفر احمد صدر جماعت کولون)

مکرم ملک فلاح الدین صاحب

خاکسار کے سسر مکرم ملک فلاح الدین صاحب ابن مکرم ملک فتح محمد صاحب مؤرخہ 7 جون 2026ء کو بعمر 74 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی، بعدازاں ہجرت کر کے ربوہ آ گئے جہاں ریلوے اسٹیشن کے بالمقابل آپ کا گھر تھا۔ قادیان اور ربوہ میں آپ کو مختلف جماعتی دفاتر میں خدمت کی توفیق ملی۔ وکالت زراعت اور سندھ میں جماعت کی زمینوں پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ 1982ء میں جرمنی آ گئے جہاں ہمبرگ میں مختلف حلقہ جات میں رہائش پذیر رہے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 12 جون کو مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے قبرستان Ohlsdorf میں پڑھائی اور وہیں تدفین ہوئی۔

(حسان احمد خان، ہمبرگ)

مکرم منیر احمد اختر صاحب

خاکسار کے بھائی مکرم چوہدری منیر احمد اختر صاحب ابن مکرم چوہدری غلام محمد صاحب واقفِ زندگی 22 مئی 2026ء کو بعمر 73 سال اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ حضرت حافظ احمد دین صاحبؓ آف چک سکندر جن کا شمار تین سو تیرہ صحابہ میں ہوتا ہے کے پڑپوتے اور حضرت حافظ فضل دین صاحبؓ آف کھاریاں جو تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں دوسرے نمبر پر ہیں کے پڑنواسے تھے۔ آپ 19 نومبر 1952ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سندھ میں حاصل کی، پھر ربوہ تعلیم الاسلام کالج سے تعلیم مکمل کی۔ 1979ء میں جرمنی کے شہر کولون آئے۔

آپ اس جماعت کے ابتدائی احمدیوں میں سے ایک تھے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت کے مضبوط قیام کے لئے وقت اور مال کی قربانی کی توفیق پائی اور مسجد بیت النصر کی خرید اور تزئین و آرائش کے لئے انتھک محنت کی۔ آپ کو مختلف جماعتی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ پاکستان اور افریقہ میں مساجد، سکولوں کی تعمیر، پانی کے نلکے لگوانے اور دیگر فلاحی کاموں کی توفیق ملتی رہی۔ اس کے علاوہ یوگوسلاویہ کے مسلمانوں اور جرمنی کے سیلاب متاثرین کی بھی دل کھول کر مدد کی۔ حکومتی اداروں نے میڈلز سے بھی نوازا۔ آپ بہت ہی ملنسار، محبّت کرنے والے، بہت ہی غریب پرور انسان تھے۔ خلفائے احمدیت کے ساتھ بہت ہی محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ توکل کی اعلیٰ مثال تھے۔ بچوں کو بھی اسی کی نصیحت کرتے۔ خود کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کے مصرعہ

گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

کا مصداق سمجھتے اور اکثر گنگناتے رہتے تھے۔ آپ کو چالیس سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک ہوا پھر متعدد دفعہ انتہائی تشویشناک صورتحال کا سامنا کرنے کے بعد دوبارہ صحت مند ہوئے۔ آپ بہت صابر اور مضبوط قوت ارادی کے مالک تھے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے، چار بیٹیاں اور تیس پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری اولاد مخلص اور قربانی کرنے والی ہے۔ آپ مکرم ظہیر احمد اختر صاحب ریجنل امیر نورڈرائن کے والد محترم تھے۔ اسی طرح آپ کے بیٹے مکرم لئیق احمد اختر صاحب اور مکرم فاروق احمد اختر صاحب جماعت نوئیس کے مخلص قربانی کرنے والے کارکنان میں شامل ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 28 مئی کو قبرستان نوئیس میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین ہوئی۔ (محمود ناصر ثاقب، مشنری انچارج سپین)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

بقیہ از صفحہ 22

کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا، اس قلعے کا رئیس تھا۔ ابن ابی الحقیق کا خاندان جس نے مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر کی ریاست حاصل کر لی تھی، یہاں رہتا تھا۔ ناعم کے بعد اور قلعے باسانی فتح ہوتے گئے لیکن قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا، اس کی فتح کے لیے بڑے بڑے صحابہ پہنچ گئے۔ لیکن اس کا فخر کسی اور کی قسمت میں تھا۔ ایک دن شام کو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل میں اس شخص کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو خدا اور خدا کے رسول کو چاہتا ہے اور خدا اور خدا کے رسول بھی اسے چاہتے ہیں۔

(صحیح بخاری بحوالہ علامہ شبلی سیرت النبی حصہ اول صفحہ 485)

صحابہ نے تمام رات بے قراری میں کاٹی دیکھیے یہ فخر کسے عطا ہوتا ہے۔ صبح کو دفعتہً یہ آواز کانوں میں آئی، علیؓ کہاں ہیں؟ یہ بالکل غیر متوقع آواز تھی، کیونکہ حضرت علیؓ آشوبِ چشم کی وجہ سے جنگ سے معذور تھے۔ حسبِ طلب حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ جب عَلم عنایت ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ بہ نرمی ان پر اسلام کو پیش کرو۔ اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام لائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(بخاری بحوالہ سیرت النبیؐ از مولانا شبلی صفحہ 446، 447)

لیکن یہود اسلام لانے یا صلح قبول کرنے پر راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ مرحب قلعے سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں دلیر ہوں، تجربہ کار ہوں، سلاح پوش ہوں۔ مرحب کے جواب میں حضرت علیؓ نے یہ رجز پڑھا، میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے۔ مرحب بڑے طمطراق سے آیا لیکن حضرت علیؓ نے اس زور سے تلوار ماری کہ سر کو کاٹتے ہوئے دانتوں تک اتر آئی۔ پہلوان کا مارا جانا عظیم الشان واقعہ تھا۔ اس کے بعد عام حملہ ہوا اور یہود کو شکست ہو گئی۔ غرض یہ قلعہ بیس دن کے محاصرے کے بعد فتح ہو گیا۔ فتح کے بعد آنحضرتؐ نے چند روز خیبر میں قیام فرمایا۔ چنانچہ اس معرکے کا آغاز محرم 7 ہجری میں ہوا اور اختتام صفر 7 ہجری میں ہوا۔

دورانِ سال جامعہ احمدیہ جرمنی میں منعقدہ مختلف تقاریب اور مقابلہ جات کے مناظر

مقابلہ اردو تقریر فی البدیہہ

قرآن سیمینار

جلسہ یومِ خلافت

مقابلہ تیز پیدل چلنا

باسکٹ بال

مقابلہ ریلے ریس

عزیزم ثاقب محمود مکرم امیر صاحب جرمنی سے علمی مقابلہ جات میں
اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر انعام وصول کر رہے ہیں

عزیزم یونس یوسف مکرم امیر صاحب جرمنی سے ورزشی مقابلہ جات میں
اوّل پوزیشن حاصل کرنے پر ٹرافی وصول کر رہے ہیں

بیت النصر کولون میں منعقدہ تقریب یوم والدین

روڈس ہائیم میں منعقدہ تبلیغی نمائش کا ایک منظر

گیزن میں منعقدہ امن سمپوزیم کا ایک منظر

حفظ کلاس جرمنی کے طلباء مکرم امیر صاحب جرمنی کے ساتھ

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 27 | ISSUE 7 | JULY 2026

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY
PRINTER: DRUCKNATION, LERCHENWEG 63 61130 NIDDERAU
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de